سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین
Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)
دسمبر 2024ء/ جُمادَی الاُخریٰ 1446ھ

100 حج کا ثواب
فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:
جس نے صبح و شام 100، 100 مرتبہ
"سُبْحٰنَ الله"
پڑھا تو وہ 100 حج کرنے والے کی
طرح ہے۔ (ترمذی، 5/288، حدیث: 3482)

بیماری سے حفاظت
"یَامَاجِدُ"
10 بار پڑھ کر شربت وغیرہ پر دم کر کے جو پی لیا کرے
اِنْ شَآءَ اللہ (سخت) بیمار نہ ہوگا۔ (40 روحانی علاج، ص 9)
نوٹ: وظیفہ کے اول آخر تین تین بار درود شریف پڑھنا ہے۔

غربت سے نجات
کا انتہائی آسان نسخہ
"یَامَلِكُ"
جو غریب و نادار روزانہ 90 بار پڑھا کرے اِنْ شَآءَ اللہ
غربت سے نجات پائے گا۔ (مدنی پنج سورہ، ص 246)
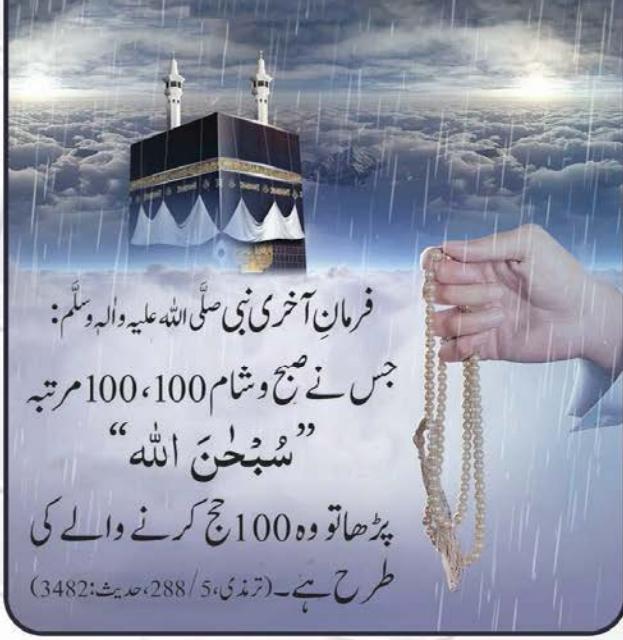
اب ہوگی مَن کی
مراد پوری اِنْ شَآءَ اللہ
"یَارَافِعُ"
20 بار جو روزانہ پڑھا کرے گا، اِنْ شَآءَ اللہ
اُس کی مراد پوری ہو گی۔ (مدنی پنج سورہ، ص 249)

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

رنگین شمارہ

(دعوتِ اسلامی)

دسمبر 2024ء / جُمادَی الاخریٰ 1446ھ

جلد: 8 شمارہ: 12

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مولانا جمیل احمد غوری عطاری مدنی
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

مَہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر: سراجُ الاُمّہ، کاشفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

آراء و تجاویز کے لئے

+922111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923012619734
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

- قیمت — رنگین شمارہ: 200 روپے — سادہ شمارہ: 100 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات — رنگین شمارہ: 3500 روپے — سادہ شمارہ: 2200 روپے
- ممبر شپ کارڈ (Membership Card) — رنگین شمارہ: 2400 روپے — سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3000 روپے — سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کامیابی کا قرآنی مفہوم

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی*

دنیا کا ہر ذی عقل و شعور فرد کامیاب ہونا چاہتا ہے لیکن کامیابی کا پیمانہ اور معیار ہر کسی کا الگ ہے۔ کوئی کاروبار کے خوب چمک جانے کو کامیابی کہتا ہے تو کوئی اچھی تنخواہ والی نوکری مل جانے پر خود کو کامیاب شمار کرتا ہے۔ کسی کی کامیابی کا معیار مہنگے علاقے میں گھر بنالینا ہوتا ہے تو کسی کی نظر میں کامیابی مزید وسعت رکھتی ہے۔ جبکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے حق ہے کہ ہم قراٰنِ کریم اور رسولِ عظیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات کی روشنی میں کامیابی کا معیار جانیں اور سمجھیں۔ قراٰنِ کریم میں کامیابی "فلاح، فَوْز، نجات اور اجر و ثواب" وغیرہ ملنے کو قرار دیا گیا ہے۔ کئی آیات میں ایک ہی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے جس سے کامیابی کے بیان کردہ معانی کی تاکید و تعیین مزید واضح ہو جاتی ہے۔ آیئے! ذیل میں قراٰنی آیات کی روشنی میں کامیابی کے معنیٰ و مفہوم کو سمجھتے ہیں:

اللہ کی رضا و خوشنودی ملنا

حقیقی کامیابی یہ ہے کہ خالق و مالک ربّ العزّت راضی ہو اور بندے اللہ کے انعام و فضل پر خوش، ایسوں کو ربِّ کریم جنّتی باغات عطا فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری اور وہ ان کا ہمیشہ کا ٹھکانا ہوں گے۔[1]

عذاب پھیر دیا جائے

اصل اور کھلی کامیابی یہی ہے کہ اللہ ربُّ العزّت بندے پر رحم فرمائے اور اس سے قیامت کے دن عذاب پھیر دیا جائے۔[2]

حقیقی مراد کو پہنچنے والے

قراٰنِ کریم نے حقیقی کامیاب اور مراد کو پہنچنے والے ان کو فرمایا ہے جنہیں اللہ نے جنّت کے باغوں اور اپنی بڑی رضا کا وعدہ دیا ہے۔[3]

جن کے لئے بھلائیاں لکھ دی گئیں

کامیاب وہ ہیں جن کے اعمالِ حسنہ کو قبولیت دے کر ان کے لئے بھلائیاں لکھ دیں اور ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے ان کا ٹھکانا ہوں گی۔[4]

کامیابی کا اصل مقام جنّت ہے

کامیابی یہ ہے کہ بندہ کامیابی کی جگہ و مقام پر پہنچ جائے اور قراٰنِ کریم نے کامیابی کا مقام جنّت کو فرمایا ہے جس میں باغات ہیں، انگور ہیں، اہلِ جنّت کے لئے خادمائیں اور حوریں اور پاکیزہ

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

شراب کے چھلکتے جام ہیں، ہر طرح کے شور و غل سے پاک ماحول اور ربِّ کریم کا خاص انعام وعطا ہے۔(5)

اللہ کی حدود کا پابند رہنے والے وہ لوگ جو اللہ کریم اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ہمیشہ اُن میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔(6)

عذاب وغم سے نجات

عذاب کے چھونے اور ہر طرح کے غم سے محفوظ رہتے ہوئے نجات کی جگہ یعنی جنّت میں پہنچنا ہی اصل کامیابی ہے۔(7)

کامیاب افراد کی شخصی تعیین

شخصی تعیین کے ساتھ دیکھا جائے تو اصل کامیاب مہاجر و انصار صحابۂ کرام اور ان کی اتباع کرنے والے تابعینِ کرام ہیں کیونکہ ان کو اللہ کریم نے رضا کا مژدہ سنایا اور ان کے لئے ہمیشہ کے جنّتی باغات تیار ہیں۔(8)

اللہ کا جنّت کے بدلے جانوں کا سودا

دنیادار سمجھتے ہیں کہ شاید زندہ رہنا اور لمبی زندگی ہونا کامیابی ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ حقیقی کامیاب تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے اپنی جانوں کا جنّت کے بدلے سودا کر لیا اور وہ راہِ خدا میں مرنے مارنے کے لئے تیار ہو گئے۔(9)

دنیوی کامیابی، ایمان و تقویٰ کی دولت ملنا

اُخروی کامیابی کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اسے کامیاب قرار دیا گیا ہے جسے ایمان اور تقویٰ کی دولت ملی، ایسوں ہی کو کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔(10)

نیکیوں کی توفیق ملنا

کامیابی کا ایک پہلو یہ ہے کہ بندے کو اللہ کریم کی طرف سے نیکیوں کی توفیق ملے، چنانچہ اللہ و رسول کی اطاعت ہی اصل کامیابی بنتی ہے۔(11)

گناہوں کی سزا سے بچایا جانا

میدانِ حشر میں گناہوں کی شامت سے بچایا جانا دراصل اللہ کی رحمت ملنا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔(12)

آگ کے عذاب سے بچایا جانا

کامیاب ترین لوگ تو وہی ہیں جنہیں ربِّ کریم نے آگ کے عذاب سے بچایا۔(13)

رحمتِ الٰہی میں داخل ہونا

کھلی اور واضح کامیابی یہی ہے کہ رب تعالیٰ بندے کو اپنی رحمت میں داخل کر دے۔(14)

گناہوں کی مغفرت

بارگاہِ ربُّ العزّت میں اصلی معیارِ کامیابی یہ ہے کہ بندے کے گناہ بخشے جائیں اور داخلہ جنّت نصیب ہو۔(15)

کامیابی کی قرآنی منظر کشی

کامیابی کی ایک قرآنی منظر کشی یہ ہے کہ قیامت کے دن اہلِ ایمان کے آگے اور دائیں جانب نور ہوگا اور انہیں جنّتی باغات میں ہمیشہ ہمیشہ کے قیام کی خوشخبری ہے۔(16)

ایمان و عملِ صالح کا قبول ہونا

ایمان و عملِ صالح کا قبول ہونا اور پھر رحمتِ الٰہی سے جنّتی باغات عطا ہونا قراٰن کا معیارِ کامیابی ہے، صرف کامیابی ہی نہیں بلکہ بڑی کامیابی ہے۔(17)

راہِ خدا میں کی گئی کوششیں قبول ہو جانا

کامیابی کا ایک معیار یہ ہے کہ بندے کے اعمال و قربانیاں اور راہِ خدا میں کی گئی کوششیں قبول ہو جائیں اور بندے کو بارگاہِ الٰہی میں مقامِ مقبولیت ملے، ایسے لوگوں کا اللہ کے یہاں بڑا درجہ ہوتا ہے۔(18)

حقیقی کامیابی یہ ہے کہ بندے کے اعمال قبول ہو جائیں اور اللہ کریم اسے کامیاب لوگوں میں رکھے۔(19)

صرف اہلِ جنّت ہی کامیاب ہیں

اہلِ جنّت اور اہلِ دوزخ کسی صورت برابر نہیں، اور کامیابی سے ہمکنار ہونے والے تو صرف اہلِ جنّت ہی ہیں۔(20)

ان آیاتِ کریمہ کے مفہوم پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے

کہ کامیابی کے لئے ”فلاح اور فوز وغیرہ“ کا جو لفظ قراٰنِ کریم میں آیا ہے وہ صرف دنیوی کامیابی کے محدود معنیٰ میں نہیں آیا ہے، بلکہ اس سے مراد ایسی کامیابی ہے جس کا اختتام کسی خسارے، نقصان اور عذاب و سزا پر نہ ہو بلکہ اس کا آخری انجام عذاب سے نجات اور جنّت میں داخلے پر ہو۔

الغرض کامیابی کے لئے دنیا کی زندگی میں بندہ کس قدر مال و دولت، امن و امان، صحت و تندرستی، اہل و عیال وغیرہ کے ساتھ خوش و شادمان رہا اس کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اصل اعتبار اللہ و رسول کی رضا اور داخلۂ جنّت ہے۔

اللہ پاک کے ہزاروں نہیں لاکھوں نیک بندے ایسے گزرے اور آج بھی ہیں کہ جو دنیوی زندگی میں بیماریوں، پریشانیوں قرضوں، تنگ دستیوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں لیکن اللہ کریم نے ان کے لئے حقیقی کامیابی کا مژدہ سنایا ہے۔

انسان نے جب دنیوی مال و دولت کی آمدن، جاہ و حشمت اور عہدہ و منصب کو کامیابی کا پیمانہ قرار دیا تو اس کے بہت بھیانک نتائج سامنے آئے۔ انسان اپنی تخلیق کا قراٰنی مقصد ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(۵۶)﴾ [21] بھول گیا۔ شریعت و اخلاق وغیرہ جو چیز بھی دنیوی ترقی کے ناجائز ذرائع کی راہ میں حائل ہوئی اسے توڑنے اور بدلنے لگا، دینی قیودات و ممنوعات کے جواز کے راستے نکالنے لگا، اخلاق و انسانیت کے نئے نئے پیمانے بنانے لگا، آزادی اور مساوات کا مفہوم بدل کر سود، فحاشی، ملکوں پر قبضے، قوموں کا خون اور نسلوں کی تباہی کو عام کرنے لگا۔ قراٰن کی تعلیم اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت طیبہ کا درس دینے والوں کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ گرداننے لگا۔ نماز کی پابندی کا کہنے والوں کو شخصی آزادی اور ترقی کے خلاف شمار کرنے لگا۔ الغرض یہ سب شاخسانے کامیابی کا حقیقی معنیٰ نہ سمجھنے کے ہیں۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ قراٰنِ کریم ہمیں یہ نہیں کہتا کہ ہم دنیا سے ہر طرح سے بے ربط ہو جائیں اور سب کچھ کافروں کے لئے چھوڑ دیں۔ ایسا ہرگز نہیں، قراٰنِ کریم نے تو ہمیں یہ دُعا سکھائی ہے کہ دنیا کی بھی بھلائی عطا ہو اور آخرت کی بھی: ﴿رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ(۲۰۱)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے ربّ ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔[22]

اسی طرح رزقِ حلال کمانے اور دنیا سے ضرورت کے مطابق لینے یعنی معاش کا حکم بھی دیا ہے [23] ﴿وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول۔[24]

خلاصہ یہ نکلا کہ اگرچہ دنیاوی معاملات اور مال و دولت بھی زندگی کا حصہ اور ضرورتِ زندگی تو ہیں مگر مقصودِ حیات نہیں اور نہ ہی کامیابی کی علامت و ضمانت ہیں۔ مقصودِ حیات ”ہدایت“ ہے اور کامیابی کی علامت و ضمانت ”نجات“ ہے۔ اسی لئے قراٰنِ مجید نے فرمادیا: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا۔[25]

اللہ پاک ہمیں قراٰنی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) دیکھئے: پ7، المآئدۃ: 119 (2) دیکھئے: پ7، الانعام: 15، 16 (3) دیکھئے: پ10، التوبۃ: 72 (4) دیکھئے: پ10، التوبۃ: 88، 89 (5) دیکھئے: پ30، النبا: 31 تا 36 (6) دیکھئے: پ4، النسآء: 13 (7) دیکھئے: پ24، الزمر: 61 (8) دیکھئے: پ11، التوبۃ: 100 (9) دیکھئے: پ11، التوبۃ: 111 (10) دیکھئے: پ11، یونس: 63، 64 (11) دیکھئے: پ22، الاحزاب: 71 (12) دیکھئے: پ24، المؤمن: 9 (13) دیکھئے: پ25، الدخان: 56، 57 (14) دیکھئے: پ25، الجاثیۃ: 30 (15) دیکھئے: پ26 الفتح: 5-پ28، الصف: 12-پ28، التغابن: 9 (16) دیکھئے: پ27، الحدید: 12 (17) دیکھئے: پ30، البروج: 11 (18) دیکھئے: پ10، التوبۃ: 20 (19) دیکھئے: پ18، المؤمنون: 111 (20) دیکھئے: پ28، الحشر: 20 (21) ترجَمۂ کنزُالایمان: اور میں نے جِنّ اور آدمی اتنے ہی (اسی لئے) بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (پ27، الذّٰریٰت: 56) (22) دیکھئے: پ2، البقرۃ: 201 (23) تفسیر ابنِ کمال پاشا، پ20، القصص، تحت الآیۃ: 77، 8/ 52 (24) دیکھئے: پ20، القصص: 77 (25) دیکھئے: پ4، اٰل عمرٰن: 185۔

محبت، رحمت اور شفقت!

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی*

مسلم شریف میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔

ترجمہ: مؤمنوں کی مثال ایک دوسرے کے ساتھ محبت، رحمت اور شفقت کرنے میں جسم کی طرح ہے، جب اس کا ایک حصہ بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے۔[1]

شرحِ حدیث

1 اس فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں کامل ایمان والوں کی مثال ایک جسم سے دی گئی جو فہم کے زیادہ قریب ہے اور اس میں غیر محسوس چیز کو واضح کرنے کے لئے محسوس چیز کی مثال دی گئی ہے۔[2] حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے کئی فرامین میں مثالیں دے کر مسلمانوں کے آپس کے تعلقات کی نوعیت کو سمجھایا ہے، جیسے ارشاد فرمایا: (۱) اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضاً یعنی مؤمن مؤمن کے لئے عمارت کی مثل ہے، جس کا بعض حصہ بعض کو مضبوط رکھتا ہے۔[3] (۲) اَلْمُسْلِمُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ، اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ، وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ یعنی مسلمان ایک مرد کی طرح ہیں، اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو اس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو اس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔[4]

2 آپس کی محبت، رحمت اور شفقت کے بارے میں حضرت علامہ مناوی رحمۃُ اللہ علیہ "فیضُ القدیر" میں نقل کرتے ہیں: ان تینوں کے معانی اگرچہ ایک جیسے ہیں لیکن ان کے درمیان باریک سا فرق ہے۔ چنانچہ تَرَاحُم سے مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے پر رحم اخوتِ اسلامی کی بنیاد پر ہو نہ کہ کسی اور سبب سے۔ تَوَاد سے مراد ایک دوسرے سے ملنا جو محبت کو بڑھاتا ہے جیسے ایک دوسرے کو تحفہ دینا اور تَعَاطُف کا مطلب ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔[5]

3 جسم کے ایک عضو کے بیمار ہونے کی صورت میں تکلیف سارے جسم کو پہنچتی ہے چنانچہ بے خوابی اور بخار میں جسم کے بقیہ حصے اس کے ساتھ اسی طرح شریک ہو جاتے ہیں جس طرح حالتِ صحت میں آسانی میں شامل ہوتے تھے۔[6]

خلاصہ یہ ہوا کہ جیسے جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو وہ سارے جسم میں سرایت کر جاتی ہے اس طرح مسلمان بھی ایک

* استاذ المدرسین، مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

بدن کی طرح ہیں، اس لئے جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے تو باقی مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کا دکھ بانٹیں اور اس سے یہ تکلیف دور کرنے کی کوئی تدبیر کریں۔[7]

بُزرگانِ دین کا مبارک انداز

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امت سے محبت و شفقت کا اظہار یوں فرمایا: میری اور میری اُمّت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو حَشَراتُ الارض (زمینی کیڑے) اور پروانے اس آگ میں گرنے لگے۔ میں تم لوگوں کو کمر سے پکڑ کر روک رہاہوں اور تم اس آگ میں دھڑا دھڑ گِر رہے ہو۔[8]

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنَّم ہی تھا
میں تو جاتا مجھے سرکار نے جانے نہ دیا[9]

قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؕ-وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔[10]

یعنی ایک دوسرے پر محبّت و مہربانی کرنے والے ایسے کہ جیسے باپ بیٹے میں ہو اور یہ محبّت اس حد تک پہنچ گئی کہ جب ایک مؤمن دوسرے کو دیکھے تو فرطِ محبّت سے مصافحہ و معانقہ کرے۔[11]

مواخاتِ مدینہ کو دیکھ لیجئے کہ جب مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم مکۂ مکرمہ وغیرہ سے مدینہ پاک آئے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مہاجرین وانصار میں عقدِ مواخات یعنی بھائی چارہ قائم فرمایا کہ فلاں مہاجر فلاں انصار کا بھائی اور فلاں فلاں کا، تَب انصار نے عرض کیا کہ ہمارے باغ ہمارے بھائی مہاجرین میں اس طرح تقسیم فرمادیجئے کہ ہر انصار کے باغ میں اس کے مہاجر بھائی کا آدھا حصہ ہو، یہ تھی وہ بے مثال مہمان نوازی جس کی مثال آسمان نے نہ دیکھی ہوگی۔

اس طرح کی ہزاروں مثالیں بُزرگانِ دین کی زندگی میں مل جائیں گی۔

درسِ حدیث

حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تمام فرامینِ مقدسہ میں ہمارے لئے دنیاوآخرت کی بھلائیاں پوشیدہ ہیں۔ اس حدیثِ پاک میں بھی ہم مسلمانوں کو اتحاد، امداد باہمی اور خیر خواہی کا درس ایک مثال کے ذریعے دیا گیا ہے۔ اس سے رہنمائی لے کر عمل کرنے پر ہم اپنی سماجی، معاشرتی، خانگی اور معاشی زندگی کو بہتر سے بہتر بناسکتے ہیں۔ جیسے:

1 دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کا کھانا پینا، رہن سہن، رنگ، نسل اور بولی جانے والی زبانیں اگرچہ مختلف ہیں لیکن یہ سب ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه“ پر ایمان رکھنے والے اور آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُمتی اور غلام ہیں! اس لئے ایمان والوں میں ایسی محبت، رحمت، شفقت ہونی چاہئے کہ اگر کسی مسلمان پر کوئی مشکل آجائے یا وہ تکلیف اور رنج وغم میں مبتلا ہوجائے تو باقی مسلمان اس کی مشکل اور تکلیف کا سوچ کر بے قرار ہوجائیں، انہیں ایسا محسوس ہو کہ یہ مصیبت ہم پر آئی ہے پھر اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس کی مدد کرنے کی کوشش کریں۔

2 خیال رہے کہ مسلمانوں کا آپس کا تعاون جائز اور باعثِ ثواب معاملات میں ہونا چاہئے نہ کہ ناجائز معاملات میں! قراٰنِ پاک میں ہے: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى۪-وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ۪﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔[12]

3 آپس کی محبت بڑھانے کے کئی طریقے ہیں مثلاً کسی کے آنے پر مجلس میں جگہ کشادہ کردینا، وہ کچھ کہے تو اس کی بات کاٹنے کے بجائے غور سے سننا، اس کی جائز خوشی پر اظہارِ خوشی کرنا، ہر ملنے والے کو مناسب توجہ دینا نہ کہ نو لفٹ کا بورڈ دِکھادیا جائے، حسبِ موقع مسکرانا تاکہ دوسرے کا دل خوش ہو، اس کے علاوہ آپس میں سلام کو عام کرنے سے بھی محبت بڑھتی ہے، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: تم اس وقت تک جَنَّت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک ایک دوسرے سے مَحبَّت نہ کرو۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو مَحبَّت پیدا کرے؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔[13]

4 ہماری محبت، رحم دلی اور شفقت و نرمی کے اوّلین مستحق والدین، اہلِ خانہ اور قریبی رشتہ دار ہیں، ہمیں چاہئے کہ ان سے بھلائی کا سلوک کریں، ان کی ضرورتیں پوری کریں، انہیں عزت واکرام دیں، ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوں مگر ان پر رحم دلی کا حقیقی تقاضا یہ ہے کہ انہیں بھی جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے نیکیاں کرنے، گناہوں سے بچنے، علمِ دین سیکھنے کی ترغیب دیں تاکہ وہ رحمتِ الٰہی کے مستحق بنیں اور جہنم کی آگ سے بچیں، قراٰن پاک میں ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔(14)

5 اپنی محبت، رحمت اور شفقت کا محور اپنی فیملی کو ہی نہ بنایا جائے، اس کے حقدار دیگر مسلمان بھی ہیں چنانچہ غریب مسلمانوں کی مدد کی جائے! چھوٹوں پر شفقت اور بوڑھوں کا احترام کیا جائے، پڑوسیوں سے حسنِ سلوک رکھا جائے جن کے حقوق کی تاکید حدیثوں میں آئی ہے، اسی طرح یتیم بچّوں کی کفالت اور ان پر شفقت و نرمی کرنی چاہئے کہ اس پر ثواب کی بشارتیں دی گئی ہیں۔

6 ایک دوسرے کی تکلیفوں، پریشانیوں اور صدموں کے بارے میں جاننے کے لئے بقدرِ ضرورت رابطہ رہنا بہت ضروری ہے تاکہ کسی مسلمان کی پریشانی کم یا ختم کرنے کی تدبیریں کی جاسکیں۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موبائل اور انٹرنیٹ کے جدید دور میں بھی ہمارے درمیان رابطے کا بہت فقدان ہے، مثلاً: ❁ ایک ہی بلڈنگ یا گلی میں رہنے والے بعض لوگ ایک دوسرے کا نام تک نہیں جانتے، حالات جاننا تو دُور کی بات ہے ❁ باپ کے پاس اپنی اولاد کو دینے کے لئے وقت نہیں تاکہ اسے معلوم ہو ان کی خواہشیں، الجھنیں اور ذہنی پریشانیاں کیا کیا ہیں؟ وہ تو بس ان کے لئے پیسہ کمانے کو ہی اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے ❁ ٹیچر اپنے اسٹوڈنٹس کی پریشانیاں سننے کو تیار نہیں اسے تو صرف سبق سننے یا کلاس کی حاضری پوری کرنے سے غرض ہے ❁ آفس میں باس / ایڈمن کو اپنے ایمپلائز کی مالی پریشانیوں کو کم کرنے سے دلچسپی عموماً نہیں ہوتی اسے تو صرف کام، کام اور کام چاہئے۔

7 جن کا آپس میں رابطہ ہوتا ہے، انہیں بغض و کینہ، حسد، تکبر، شماتت، بدگمانی، سنگ دلی، غیبت، تہمت جیسی بُری اور مذموم صفات سے بچنا ضروری ہے اور نرمی، ہمدردی، دلجوئی، خیر خواہی، غم گساری، عیب پوشی اور ایثار جیسی صفات اپنے کردار کا حصہ بنائیں۔ پھر دیکھئے گا کہ ہماری سوشل لائف کیسی آسان، عافیت والی اور خوشیوں بھری ہوتی ہے! اِنْ شَآءَ اللہ

8 اپنا محاسبہ کیجئے کہ کیا ہمارے لفظ، لہجہ اور رویہ محبت کرنے والوں کا سا ہے؟ اگر آپ کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ بھلائی کا زمانہ نہیں رہا، جب مجھ سے کوئی حسنِ سلوک نہیں کرتا تو میں کیوں کروں؟ میں تبدیل ہو بھی جاؤں تو کیا فرق پڑے گا؟ یاد رکھئے فرد سے معاشرہ بنتا ہے، اگر ہر ایک خود کو بہتر کرنا شروع کردے تو اِنْ شَآءَ اللہ یہ معاشرہ تبدیل ہونا شروع ہو جائے گا۔ اس لئے آپ انانیت کا شکار نہ ہوں بلکہ لوگوں سے وہی حسنِ سلوک کرنا شروع کردیں جو آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں، ایک حدیث میں ہے: تم لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جسے اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جسے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو اسے لوگوں کے لئے ناپسند کرو۔(15)

اللہ پاک ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مسلم، ص1071، حدیث:6586 (2) فیض القدیر،5/656، تحت الحدیث: 8155 (3) بخاری،2/127، حدیث: 2446 (4) مسلم، ص1071، حدیث: 6589 (5) فیض القدیر،5/656، تحت الحدیث:8155 (6) مرقاۃ المفاتیح، 8/685، تحت الحدیث:4953 (7) مرقاۃ المفاتیح،8/685، تحت الحدیث:4953 (8) مسلم، ص965، حدیث: 5955 (9) سامانِ بخشش، ص72 (10) پ26، الفتح:29 (11) جلالین، ص426، الفتح، تحت الآیۃ:29-خزائن العرفان، ص946 (12) پ7، المآئدۃ:2 (13) مسلم، ص51، حدیث:194 (14) پ28، التحریم:6 (15) مسند احمد،8/266، حدیث:22191۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بحیثیتِ قانون ساز

مولانا احمد رضا شامی عطاری مدنی*

قانون کی اصل غرض و غایت معاشرے میں امن و امان کا قیام اور ہر شخص کے ہر جائز حق کی حفاظت و نگہداشت ہے، پہلے حصے کا تعلق عدلیہ سے اور دوسرے کا انتظامیہ سے ہے۔ ہر وہ قانون جو اس غرض کو پورا کرے گا اور جس قدر زیادہ اچھی صورت میں پورا کرے گا اسی قدر وہ قانون قابلِ اعتماد و احترام، لائقِ تعریف و ستائش اور زیادہ مقبول و مفید ہوگا۔ اور پھر اس قانون کو پیش کرنے والا بھی اسی قدر زیادہ محسنِ انسانیت اور زیادہ سے زیادہ داد و تحسین کا مستحق ٹھہرے گا۔

اقسامِ قانون

یہ قوانین بنائے جانے کے اعتبار سے بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں، یا تو ان قوانین کو مرتب کرنے والے مختلف صلاحیتوں کے حامل عام انسان ہوتے ہیں، جو اپنی عقل اور علمی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے اور دنیا جہان کے دیگر قوانین کا جائزہ لیتے ہوئے مخصوص خطّے کے افراد کے احوال و کیفیات کو مدِّ نظر رکھ کر اُس خطے کی فلاح و بہبود کے لئے یہ قوانین مرتب کرتے ہیں اور پھر وقتاً فوقتاً ضرورت کے تحت ان میں تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں۔

یا پھر اس قانون کو مرتب کرنے والے انبیائے کرام علیہم السّلام ہوں گے جو علم و حکمت اور فہم و فراست میں تمام اہلِ زمانہ سے اعلیٰ اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہوتے ہیں، اور وہ خالقِ کائنات کی نازل کردہ کتب سے حاصل شدہ نظام کو معبودِ حقیقی کے بندوں کی دنیا و آخرت میں فلاح و بہبود کے لئے مکمل دیانتداری سے ان تک پہنچائیں گے، اور مؤثّر انداز اور بہترین حکمتِ عملی کے ساتھ ساتھ اپنا عملی کردار پیش کرکے اس نظام کو دنیا میں نافذ بھی کریں گے۔

پہلے قوانین کو وضعی قوانین یعنی عام انسانوں کا مرتب شدہ قانون کہتے ہیں، جبکہ دوسرے قوانین "شرعی قوانین" ہیں یعنی انبیائے کرام کا وحیِ الٰہی سے ماخوذ نظام "شریعت" کہلاتا ہے۔

اسلامی قانون سازی/عالمگیر فطری قانون

وحی سے ماخوذ شرعی قوانین مختلف انبیائے کرام اپنے اپنے زمانوں میں مخصوص خطوں اور قوموں کے لئے رائج کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ ربُّ العٰلمین کے آخری اور سب سے افضل نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی سب سے آخری اور بلند رتبہ کتاب قراٰنِ کریم سے مُسْتَنْبَط قوانین لے کر جلوہ گر ہوئے، جو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے جس نے جہالت و گمراہی میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو پھر عروج و کمال کی بلندیوں تک پہنچادیا۔ اور اسی مبارک قانون کا نام اسلامی قانون ہے، جس کی بنیاد روزِ اوّل ہی سے انسانی فطرت اور ہدایتِ الٰہی پر ہے، انسانی قانون ہزاروں سال کی ترقی و تبدیلی کے بعد بھی جس منزل پر نہ پہنچ سکے گا اسلامی قانون کا پہلا قدم ہی وہاں سے اٹھا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ خالقِ کائنات کا نازل کردہ ہے اور اس کو لانے والے قانون ساز نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ پوری انسانیت کیلئے زندگی کے تمام مراحل عبادات، معاملات، اخلاقیات،

*استاذ الحدیث، مُدرّس مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

عدل و قضا وغیرہ میں اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے، اگرچہ شارع حقیقی اللہ ربُّ العٰلمین کی ذات ہی ہے لیکن اللہ رب العزّت کی عطا اور دیے ہوئے اختیارات سے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا شارع و قانون ساز ہونا ایک قطعی اور تسلیم شدہ حقیقت ہے، کیونکہ بظاہر احکام آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے صادر ہوتے تھے جو درحقیقت اللہ کی طرف سے وحی کے بعد یا دائرۂ عصمت ہی کے تحت صادر ہوتے تھے جیسے کہ اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىؕ(۳) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰىۙ(۴)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے۔(1)

بہترین قانون ساز کی صفات

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسلامی قانون سازی میں تمام اقوامِ عالم اور دنیا کے ہر خطے کی نفسیات اور طبعی میلانات کی رعایت رکھی اور اس کو قیامت تک آنے والے افراد اور مستقبل میں پیش آنے والے حالات و واقعات میں قابلِ عمل بنانے کے لئے مؤثر اقدامات کئے اور اسی مقصد کے پیشِ نظر اسلامی قانون کی تشکیل کے وقت ان بنیادی امور کا لحاظ کیا گیا جن سے اسلامی قانون کے ہمہ جہت اور عالمگیر ہونا روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے۔ آیئے! ذیل میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چند قوانین کا جائزہ لیتے ہیں:

مساوات کی قانون سازی

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیے ہوئے قوانین کی ایک اور خوبصورتی یہ بھی ہے کہ اس میں انسانی برابری کا عملی نمونہ موجود ہے اسلام نے آکر انسانوں کو حقوق میں برابر کر دیا، اور بے شک برابری انصاف کا سب سے بڑا اور بنیادی اصول ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ انصاف کی عمارت کی بنیاد برابری ہی ہے۔ حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تمام مسلمانوں کو چاہے امیر ہوں یا غریب، عربی ہوں یا عجمی، کالے ہوں یا گورے اسلامی احکامات میں سب کو برابر کر دیا۔ قراٰنِ پاک نے فرمایا کہ وجہِ تکریم تقویٰ ہے۔ نسل و رنگ وغیرہ کی بنا پر کوئی فوقیت کسی کو حاصل نہیں اور یہی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا: یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا اَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا اَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی یعنی اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارے والد ایک ہیں، سُن لو! کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں البتہ جو پرہیزگار ہے وہ دوسروں سے افضل ہے۔(2)

مساوات کا یہ قانون خود رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی عملی زندگی میں نافذ کرکے دکھایا جیسے کہ چوری کے ایک مقدمہ میں جب ایک اونچے گھرانے کی عورت نے چوری کی تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک تاریخی فیصلہ فرما کر رہتی دنیا تک کے لئے ایک مثال قائم فرمائی چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ عورت نے چوری کی تھی، جس کی وجہ سے قریش کو فکر پیدا ہوگئی (کہ اس کو کس طرح سزا سے بچایا جائے۔) آپس میں لوگوں نے کہا کہ اس کے بارے میں کون شخص رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سفارش کرے گا؟ پھر لوگوں نے کہا: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا جو کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے محبوب ہیں، کوئی شخص سفارش کرنے کی جراٴت نہیں کرسکتا، غرض حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے سفارش کی، اس پر حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ تو حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے! پھر حضور پُرنور خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اس خطبہ میں یہ فرمایا کہ اگلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ اگر اُن میں کوئی شریف چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا تو اُس پر حد قائم کرتے، خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنتِ محمد چوری کرتیں تو میں اُن کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔(3)

ذبح وقتل کا قانون

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَهٗ فَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں بھلائی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا تم جب کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، چھری تیز کرو اور ذبیحہ کو راحت پہنچاؤ۔(4)

سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس شاندار انداز سے حقوقِ انسانی کا تحفظ کیا ہے بلکہ انسان تو انسان جانوروں کے ساتھ بھی کس مہربانی کا سلوک فرمایا گیا کہ ان کو کوئی تکلیف نہ دی جائے اگر ضرورتاً ان کو ذبح بھی کرنا پڑے تو اس میں بھی احسان کا برتاؤ کرتے ہوئے اس کی راحت کا اہتمام کیا جائے، اسی طرح انسانی معاشرے کی اِصلاح کی خاطر اگر مجرم کو سزا کے طور پر قتل بھی کیا جائے تو بلا ضرورت تکلیف نہ دی جائے۔

میدانِ جنگ اور رسول اللہ کی قانون سازی

عام حالات تو اپنی جگہ حالتِ جنگ کے لئے بھی رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایسی قانون سازی فرمائی کہ انسانی حقوق کے عَلَم بردار قوانین اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں، سرکارِ دوعالَم جب جنگ کے لئے لشکر روانہ فرماتے تو امیرِ لشکر کو جو وصیت فرماتے، وہ ملاحظہ ہو حدیثِ پاک میں ہے: قَالَ اغْزُوا بِاسْمِ اللّٰہِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ قَاتِلُوا مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَمْثُلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِیدًا یعنی اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو، ان سے جنگ کرو جو اللہ کو نہیں مانتے، (جہاد میں) نہ خیانت کرو، نہ بد عہدی اور نہ مثلہ کرو نہ کسی بچہ کو قتل کرو۔[5]

یہ حدیثِ پاک بڑے واضح انداز میں اسلامی قانون سازی میں سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حقوق انسانیت کے تحفظ کو بیان کرتی ہے۔

آسانی دینے اور مشقت سے بچانے کی قانون سازی

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قانون سازی فرماتے ہوئے بے جا تکلیف اور مشقت پر مبنی کاموں سے امت کو راحت عطا فرمائی، جیسا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت معاذ بن جبل رضیَ اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضیَ اللہ عنہ کو دینی معاملات کا انتظام سپرد کرکے یمن بھیجتے وقت ارشاد فرمایا: یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا یعنی تم دونوں آسانی کرنا تنگی مت کرنا، خوشخبری دینا نفرت مت پھیلانا، ایک دوسرے کی اطاعت کرنا آپس میں جھگڑنا مت۔[6]

احساسِ ذمہ داری اجاگر کرنا

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قوانین معاشرے کے ہر فرد کے دل و دماغ میں یہ احساس راسخ کرتے ہیں: کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنی تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔[7]

تو جب معاشرے کا ہر ہر شخص اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کرے گا تو یقیناً ہر طرف خوشحالی اور کامیابی ہی نظر آئے گی۔

عزیمت و رخصت کی قانون سازی

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے احکامات کی ادائیگی میں عزیمت اور رخصت کے دو درجے بیان فرمائے تاکہ انسان اپنی استطاعت اور کیفیت کے مطابق جس کو چاہے اختیار کرے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ عادتِ کریمہ تھی کہ جب آپ کو دو چیزوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی امت پر شفقت و مہربانی کرتے ہوئے اس میں سے آسان تر کو اختیار فرماتے بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا، جیسا کہ امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضیَ اللہ عنہا فرماتی ہیں: مَا خُیِّرَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَمْرَیْنِ اِلَّا اَخَذَ اَیْسَرَہُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا فَاِنْ کَانَ اِثْمًا کَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْہُ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضیَ اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر اس میں کوئی گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ آپ اس سے دور رہتے۔[8]

اور عملی طور پر بھی سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جن امور میں ممکن ہوتا لچک و مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک کام موقع کی مناسبت سے دو مختلف انداز میں ادا فرماتے تاکہ حالات کے پیشِ نظر دونوں پر عمل کی گنجائش باقی رکھی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں محسنِ انسانیت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اصول و سیرت کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ27، النجم:3، 4 (2) مسند امام احمد، 38/474، حدیث:23489 (3) بخاری، 2/468، حدیث:3475 (4) مسلم، ص832، حدیث:5055 (5) مسلم، ص738، حدیث:4522 (6) بخاری، 2/320، حدیث:3038 (7) بخاری، 1/309، حدیث: 893 (8) مسلم، ص977، حدیث:6045۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ مہمان نوازی

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت وزندگانی کو اللہ پاک نے ہمارے لئے کامل عملی نمونہ ارشاد فرمایا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیّبہ کا ایک اہم پہلو مہمان نوازی بھی ہے۔

مہمان نوازی حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایسا وصف ہے کہ جب پہلی وحی نازل ہوئی اور حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم غارِ حرا سے واپس گھر تشریف لائے تو کلامِ الٰہی کے جلال سے آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا، اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ڈھارس بندھانے اور اللہ کریم کی آپ پر خاص عنایت ہونے کا بیان کرتے ہوئے چند اوصاف بیان فرمائے ان میں ایک وصف یہ بھی تھا: وَتَقْرِی الضیفَ یعنی آپ تو مہمان کی مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔[1]

آیئے! حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مہمان نوازی کے اندازِ مبارک کے چند واقعات ملاحظہ کرتے ہیں:

ایک بکری سے مہمان نوازی حضرت انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہُ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا، ایسا ولیمہ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا۔[2] یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔[3] دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہُ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا، لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔[4]

کھجور وغیرہ سے مہمان نوازی حضرت انس رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین حضرت صفیہ رضی اللہُ عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قیام فرمایا، میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بُلالایا، ولیمہ میں نہ گوشت تھا، نہ روٹی تھی، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حکم دیا، دستر خوان بچھادیے گئے، اُس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔[5] ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہُ عنہا کے ولیمہ میں ستو اور کھجوریں تھیں۔[6]

بکری کی دستی سے مہمان نوازی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ایک رات میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مہمان بنا تو آپ نے میرے لئے بکری کی دستی بھنوائی اور کرم نوازی فرماتے ہوئے اُسے کاٹ کاٹ کر میرے آگے رکھنے لگے۔[7]

مہمان نوازی کا انتظام ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں بھوکا ہوں۔ آپ نے پہلے تمام ازواجِ مطہّرات کو پیغام بھجوایا مگر اُن سب کے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہ تھا چنانچہ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اِس کی آج رات مہمان نوازی کرے گا اللہ اُس پر رحم فرمائے گا۔ ایک انصاری صحابی نے مہمان نوازی کرنے کی حامی بھری اور اُسے اپنے ساتھ لے گئے، گھر پہنچ کر اپنی زوجہ سے فرمایا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مہمان کا اِکرام کرو۔ زوجہ نے جواباً کہا: ہمارے پاس تو بچوں کے کھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ انصاری صحابی نے یہ تجویز دی: جب عشاء کا وقت ہو جائے تو تم بچوں کو بہلا پھسلا کر سُلا دینا، پھر جب ہم کھانا کھانے بیٹھیں تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے آکر اسے بجھا دینا، اگر آج رات ہم بھوکے رہیں تو کیا ہو گا۔ چنانچہ یہی کچھ کیا گیا اور جب صبح کے وقت وہ شخص نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ نے تمہارا یہ عمل

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

بہت پسند فرمایاہے، پس اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنہیں شدید محتاجی ہو۔ (8)

ایک پیالہ دودھ سے مہمان نوازی حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ ایک مرتبہ بھوک کی حالت میں راستے میں موجود تھے کہ اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور چہرہ دیکھ کر ان کی حالت سمجھ گئے۔ انہیں ساتھ لے کر اپنے مکانِ عالی شان پر تشریف لائے تو دودھ کا ایک پیالہ موجود تھا جو کسی نے بطورِ تحفہ بھیجا تھا۔ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ کو حکم فرمایا کہ جاکر اَصحابِ صُفّہ کو بُلا لائیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ ایک پیالہ دودھ سے اَہلِ صُفّہ کا کیا بنے گا، اگر یہ دودھ مجھے عطا ہوجاتا تو میرا کام بن جاتا۔ بہر حال حکمِ رسالت پر عمل کرتے ہوئے اصحابِ صُفّہ کو بُلا لائے۔ اب اِن ہی کو حکم ہوا کہ پیالہ لے کر سب کو دودھ پلائیں۔ آپ پیالہ لے کر اصحابِ صُفّہ میں سے ایک صاحب کے پاس جاتے، جب وہ سَیر ہو کر پی لیتے تو ان سے پیالہ لے کر دوسرے کے پاس جاتے۔ ایک ایک کرکے جب تمام حاضرین نے سیر ہو کر دودھ پی لیا تو پیالہ لے کر رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک پہنچے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پیالہ لے کر اپنے مبارک ہاتھ پر رکھا، ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ پھر فرمایا: بیٹھو اور پیو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ نے بیٹھ کر دودھ پیا۔ دوبارہ حکم ہوا: پیو، انہوں نے پھر پیا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بار بار فرماتے رہے: پیو، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ پیتے رہے یہاں تک کہ عرض گزار ہوئے: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میرے پیٹ میں اب مزید گُنجائش نہیں ہے۔ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے پیالہ لے کر اللہ پاک کی حمد کی، بِسْمِ اللہ پڑھی اور باقی دودھ نوش فرما (یعنی پی) لیا۔ (9)

کیوں جنابِ بُوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شِیر
جس سے ستّر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

مہمان نوازی سے متعلق تعلیمات وارشاداتِ نبوی

1 رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ پاک اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے، مہمان پر انعام وعطیہ ایک دن رات ہے اور مہمان نوازی تین دن تک ہے، اس کے بعد مہمان کو کھلانا صدقہ ہے۔ نیز مہمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے پاس ٹھہرا رہے یہاں تک کہ میزبان کو تنگ کردے۔ (10)

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اگر صاحبِ خانہ خود ہی بخوشی روکے تو رک جانے میں حرج نہیں لیکن اس پر تنگی ہو اور مہمان ڈٹا رہے یہ بے غیرتی بھی ہے اور مسلمان کو تنگ کرنا بھی، یہ ممنوع ہے۔ (11)

2 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَیْلَةُ الضَّیْفِ حَقٌّ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی ہر مسلمان پر حق ہے کہ ایک رات مہمان کی مہمان نوازی کرے۔ (12)

3 مہمان کو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس قدر اہمیت سے نوازا ہے کہ اگر کوئی لگاتار نفلی روزے اور عبادت کے باعث مہمان کا حق ادا نہ کرسکے تو اسے مسلسل روزوں سے منع فرمایا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَیْكَ حَقًّا یعنی بے شک تم پر تمہارے مہمان کا حق ہے۔ (13)

یعنی ملاقاتی لوگ اور مہمان چاہتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ کھاؤ پیو اور رات کو دو گھڑی ان سے بات چیت کرو، تم یہ بھی نہ کرسکو گے۔ ان جملوں سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ روزے رکھنے کی ممانعت ہم جیسے لوگوں کے لیے ہے جو تمام حقوق چھوڑ بیٹھیں۔ جن کے لیے ہمیشہ کا روزہ اور رات بھر کا جاگنا مذکورہ حقوق سے آڑ نہ ہو ان کے لیے اس میں حرج نہیں مگر ایسے بہادر لوگ لاکھوں میں ایک آدھ ہیں، جیسے حضرت طلحہ وغیرہ صحابہ میں اور امام ابو حنیفہ تابعین میں۔ (14)

---

(1) دیکھئے: بخاری، 1/8، حدیث: 3 (2) بخاری، 3/453، حدیث: 5168 (3) بہارِ شریعت، 3/388 (4) بخاری، 3/306، حدیث: 4794 (5) دیکھئے: بخاری، 3/86، حدیث: 4213 (6) ترمذی، 2/349، حدیث: 1097 (7) ابوداؤد، 1/96، حدیث: 187 (8) پ28، الحشر: 9- بخاری، 3/348، حدیث: 4889 (9) بخاری، 4/234، حدیث: 6452 ملخصاً (10) بخاری، 4/136، حدیث: 6135 (11) مراٰۃ المناجیح، 6/54 (12) ابوداؤد، 3/482، حدیث: 3750 (13) بخاری، 1/649، حدیث: 1974 (14) مراٰۃ المناجیح، 3/188۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 12 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

1 گھر میں پپیتے کا لگا ہوا درخت کاٹنا کیسا؟

سُوال: میرے گھر میں پپیتے کا درخت لگا ہوا ہے جس پر بچے پتّھر مارتے ہیں، کیا میں اُس درخت کو کاٹ سکتا ہوں؟

جواب: بچّوں کا ایسا کرنا غلط ہے، انہیں اِس طرح پتّھر مارنے سے روکنا چاہئے۔ اگر درخت کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے تو بے شک درخت کاٹ دیجئے۔

(مدنی مذاکرہ، 14 ربیع الاول شریف 1442ھ)

2 کیا مسجد کا کچرا بہتے پانی میں ڈالنا چاہئے؟

سُوال: میں نے سنا ہے کہ مسجد کا کچرا بہتے ہوئے پانی میں پھینکنا چاہئے، اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ مسجد کے کچرے کا کیا کریں؟

جواب: مسجد کا کوڑا، دُھول وغیرہ ڈسٹ بین یا کچرا کنڈی میں نہیں ڈالنا چاہئے، بہتے پانی میں ڈالنا بھی ضروری نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ کسی ادب کی جگہ پر ڈالا جائے۔

(مدنی مذاکرہ، 13 رجب شریف 1444ھ)

3 پاک و ہند والوں کا کعبے کے کس حصّے کی طرف مُنہ ہوتا ہے؟

سُوال: پاک و ہند والے جب کعبہ شریف کی طرف مُنہ کرتے ہیں تو کعبے کے کون سے حصّے کی طرف مُنہ ہوتا ہے؟

جواب: کعبے کے دروازے کی طرف۔

(مدنی مذاکرہ، 27 صفر شریف 1441ھ)

4 ہر مذہبی شخص کو حاجی کہنا کیسا؟

سُوال: اگر کسی نے حج نہ کیا ہو مگر مذہبی ہو تو کیا اسے حاجی صاحب کہہ سکتے ہیں؟

جواب: جس نے حج کیا ہو اُسی کو حاجی کہا جائے کیونکہ عُرف یہی ہے، جیسے نمازی وہی ہے جو نماز پڑھتا ہو۔

(مدنی مذاکرہ، 14 ربیع الاول شریف 1442ھ)

5 جنات اور فرشتوں کو ایصالِ ثواب کرنا کیسا؟

سُوال: کیا ہم جنات کو ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! مسلمان جنات کو، یوں ہی فرشتوں کو بھی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 14 ربیع الاول شریف 1442ھ)

6 نکاح کے بعد دُعا مانگنا

سُوال: نکاح کے بعد جب دُعا مانگی جاتی ہے تو دور بیٹھے لوگوں کو آواز نہیں آتی اور جو قریب بیٹھے ہوتے ہیں وہ بھی شور کی وجہ سے صحیح نہیں سُن پاتے لیکن سب ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہوتے ہیں ایسے موقع پر کیا کرنا چاہئے آیا دُعا مانگی جائے یا خاموش رہا جائے؟

جواب: اگر کوئی دُعا مانگ رہا ہو تو اس کی دُعا سننا واجب نہیں ہے اپنے طور پر بھی دُعا مانگ سکتے ہیں۔ نکاح کی تقریب میں ان کے لئے دُعا کرنی چاہئے جن کا نکاح ہو رہا ہے کہ اللہ پاک ان کی شادی خانہ آبادی فرمائے۔ "شادی خانہ آبادی" کا

مَطلب یہ ہے کہ ان کا گھر آباد رہے، ان کے گھر میں لڑائی جھگڑے نہ ہوں، بلکہ یہ لوگ تقویٰ و پرہیز گاری کے ساتھ اللہ پاک اور اس کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرماں برداری میں زندگی بسر کریں۔ (مدنی مذاکرہ، 22 شعبان شریف 1440ھ)

7 دیوار سے تیمم کرنا کیسا؟

سُوال: کیا دیوار سے تیمم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر دیوار مٹی کی قسم سے ہے تو اس سے تیمم ہو جائے گا اور اگر دیوار پر Oil paint کیا گیا ہے تو اب تیمم نہیں ہو گا البتہ Oil paint والی دیوار پر اُڑ اُڑ کر دُھول مٹّی کی تہہ جم جائے تو اب اس مٹی سے تیمم کیا جا سکتا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 27 صفر شریف 1441ھ)

8 بد دُعا دینے کے بعد پچھتاوا ہو تو کیا کریں؟

سُوال: اگر کبھی کسی کو بد دُعا دی ہو اور اب پچھتاوا ہو رہا ہو تو کیا کیا جائے؟

جواب: اُس کے لئے دُعائیں کریں اور اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کریں کہ "یااللہ پاک! میں نے اُسے بد دُعا دی تھی اُس پر کرم کر دے اور اُسے کوئی تکلیف نہ پہنچے" باقی دُعا یا بد دُعا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ ربُّ العزت کے اِختیار میں ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 27 صفر شریف 1441ھ)

9 دورانِ وظیفہ تعداد بھول جائیں تو کیا کریں؟

سُوال: اگر کوئی وظیفہ 90 بار پڑھنا ہو اور پڑھتے پڑھتے تعداد بُھول جائیں تو کیا کریں؟

جواب: جہاں دِل جمے کہ اِتنی بار پڑھا ہے، اُتنا تصوُّر کر کے وظیفہ پورا کر لیں۔ (مدنی مذاکرہ، 27 صفر شریف 1441ھ)

10 سب سے افضل دُرُود

سُوال: کیا بڑے دُرُودِ پاک کی فضیلتیں چھوٹے درود میں بھی ملتی ہیں؟

جواب: فضیلت کا دار و مدار چھوٹے یا بڑے دُرُودِ پاک پر نہیں ہے۔ البتہ دُرُودِ ابراہیمی کے بارے میں آیا ہے کہ "سب سے افضل دُرُود یہ ہے" (دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، 6/183) تو ہم اس کے علاوہ کسی دُرُودِ پاک کو اس سے افضل نہیں کہہ سکتے۔ باقی دُرُودِ پاک کے بے شمار صیغے ہیں، جو صیغے شریعت کے مطابق ہیں وہ پڑھیں گے تو ثواب بھی ملے گا۔

(مدنی مذاکرہ، 30 صفر شریف 1442ھ)

11 کیا بھولنا بھی اللہ کی نعمت ہے؟

سُوال: "بُھول اللہ کی نعمت ہے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: بہت سی صُورتیں ایسی ہیں جِن میں بُھول جانا نعمت ہے، جیسے کسی نے ہمارے ساتھ بَد سُلوکی کی اور ہم بُھول گئے تو یہ نعمت ہوئی، کیونکہ اگر بَد سُلوکی یاد رہ جاتی تو اُس سے خار کھاتے رہتے، اُس کی بُرائیاں کرتے رہتے اور اُس سے اِنتقام لینے کی ٹوہ میں رہتے کہ جب موقع ملے گا، نہیں چھوڑوں گا۔ بعض اوقات بچّوں کو ڈانٹ ڈَپٹ کرتے ہوئے نہ جانے کیا کیا بول دیتے ہیں اور بچّے بُھول جاتے ہیں، یہ بُھولنا بھی نعمت ہے، ورنہ اگر بچّہ نہ بُھولے اور وہ بھی خار بازی کرے تو ماں باپ کو آزمائش میں ڈال دے۔ جانور کا حافظہ بھی کمزور ہوتا ہے، جب بکرا بندھا ہوا تھا تو بکرے کو ڈنڈا مارا تھا، اگر وہ یاد رکھے اور بھولے نہیں تو جب یہ کُھلے گا اور ڈنڈے کا بدلہ سینگ سے لے گا تو کیسا لگے گا!! ایسی اور بھی صُورتیں ہیں جِن میں بندہ بُھول جاتا ہے تو فائدہ ہوتا ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 30 صفر شریف 1442ھ)

12 ہر بیماری سے نجات کا روحانی علاج

سُوال: اگر کسی کی نظرِ بَد نہ اُتر رہی ہو تو اُسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: وقتاً فوقتاً سُورۃُ الْفَلَق اور سُورۃُ النَّاس پڑھ کر دَم کرتے رہنا چاہئے، ہوسکے تو 41 بار سُورۃُ الفاتحہ پڑھ کر دَم کیجئے اِن شآءَ اللہُ الکریم نظرِ بَد اُتر جائے گی۔ یہ (یعنی سورۃُ الفاتحہ) سورۂ شِفا ہے، کسی بھی مریض کو 41 بار سُورۃُ الفاتحہ پڑھ کر پانی پر دَم کر کے پلائیں اور مریض پر دَم کریں، اللہ پاک نے چاہا تو مایوسی نہیں ہو گی بلکہ شفا ہو گی۔ (مدتِ علاج: تا حُصولِ شفا)

(مدنی مذاکرہ، 13 رجب شریف 1444ھ)

دَارُالْاِفْتَاء اَھْلِسُنَّت

مفتی محمد قاسم عطاری*

دار الافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 مسبوق ثنا کب پڑھے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سرّی نماز کی پہلی رکعت کے بعد کسی رکعت کے قیام میں شامل ہونے والا ثنا کب پڑھے گا کیا اسی وقت پڑھ سکتا ہے؟ یا بقیہ نماز کی ادائیگی کرتے وقت پڑھے گا، اسی طرح جو شخص جہری نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں جماعت کے ساتھ شامل ہو، اس کے لئے ثنا پڑھنے کے متعلق کیا حکم شرعی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مسبوق (جس کی امام کے ساتھ ایک یا چند رکعتیں رہ گئیں) امام کے ساتھ سرّی نماز یعنی جس میں آہستہ آواز سے تلاوت کی جاتی ہے، اس کی کسی بھی رکعت میں قیام کے دوران شامل ہو، یا جہری نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت (جن میں آہستہ آواز سے تلاوت کی جاتی ہے) میں قیام کے دوران شامل ہو، تو وہ امام کے ساتھ شامل ہونے کے بعد اسی وقت ثنا "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ۔۔۔ الخ" پڑھے گا، تاکہ ثنا اپنے محل میں دیگر ارکان سے پہلے ادا ہو جائے۔

تفصیل یہ ہے کہ مسبوق امام کے ساتھ جو رکعتیں پالیتا ہے، وہ اس کے حق میں حقیقتاً نماز کا ابتدائی حصہ ہوتا ہے، جبکہ حکماً نماز کا آخری حصہ ہوتا ہے اور جو رکعتیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرتا ہے، وہ اس کے حق میں حکماً نماز کا اول حصہ ہوتا ہے، جبکہ حقیقت میں نماز کا آخر ہوتا ہے، تو فقہائے کرام نے ثنا کے معاملے میں حقیقت کا اعتبار کیا، یعنی ثنا کے معاملے میں مسبوق جب شامل ہوا تو وہ اس کے لئے نماز کا ابتدائی حصہ شمار ہو گا اور جب بقیہ رکعتیں ادا کرنے کے لیے کھڑا ہو گا، تو وہ نماز کا آخری حصہ شمار ہو گا اور چونکہ ثنا کا مقام ابتدائے نماز ہے، لہٰذا کوئی مانع نہ ہونے کی وجہ سے وہ جماعت میں شامل ہوتے ہی ثنا پڑھے گا۔

یاد رہے! مسبوق نے جب پہلے ثنا پڑھ لی ہو، تو جب وہ اپنی بقیہ رکعتیں ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو گا، تو صحیح قول کے مطابق اس وقت اس کے لئے دوبارہ ثنا پڑھنے کا حکم نہیں، اس لیے کہ فقہائے کرام نے مسبوق کو اپنی بقیہ رکعت کے شروع میں ثنا پڑھنے کا حکم اس صورت میں دیا ہے جب وہ شروع میں ثنا نہ پڑھ سکا ہو۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 احرام پر نام اور ٹوپی پر مقدس کلمات لکھوانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

1 آج کل بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ احرام کی چادروں پر دھاگے کے ذریعے نام لکھوالیتے ہیں، کیا اس طرح کڑھائی کرواکر اپنا نام لکھوانا، جائز ہے؟ اگر کسی نے حج یا عمرہ میں ایسا احرام پہنا تو کیا اس پر کفارہ لازم ہو گا؟

2 بعض ٹوپیاں ایسی دیکھی گئی ہیں جن پر مقدس کلمات لکھے ہوتے ہیں جیسے ماشاء اللہ، یہ لکھوانا اور ان کو پہننا کیسا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شریعتِ مطہرہ نے جن چیزوں کے ادب و احترام کا حکم ارشاد

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

فرمایا ہے، ان میں سے کلمات و حروف بھی ہیں، اب چاہے یہ بالکل متصل لکھے ہوئے ہوں یا الگ الگ، سیاہی وغیرہ کے ذریعے لکھے جائیں یا دھاگے کے ذریعے کڑھائی کر کے، دنیا کی کسی زبان میں بھی ہوں، بہر صورت ان کا ادب و احترام شریعت کو مطلوب ہے اور اگر وہ تحریر مقدس کلمات والی ہو تو اس کا ادب و احترام اور بڑھ جاتا ہے، لہٰذا کسی بھی ایسی چیز پر ان کا لکھنا کہ جس سے ان کی بے ادبی و بے حرمتی ہو یا آئندہ اس کا اندیشہ ہو، ہر صورت میں ممنوع و مکروہ ہے، اسی وجہ سے فقہاء کرام علیہم الرحمۃ اجمعین نے اپنی کتب میں واضح طور پر دیواروں اور مصلوں پر قرآن یا اللہ پاک کے نام وغیرہ کسی بھی قسم کی تحریر سے منع فرمایا ہے۔

لہٰذا سوال کا جواب یہ ہے کہ احرام کی چادر یا ٹوپی پر دھاگے وغیرہ سے کڑھائی کروا کر مقدس کلمات یا اپنا نام لکھوانے سے بچنا چاہئے، کیونکہ یہ چیزیں کبھی تو زمین پر رکھی ہوتی ہیں یا گر جاتی ہیں اور کبھی انسان ان کے ساتھ بیت الخلاء بھی چلا جاتا ہے، نیز جب ان کو دھویا جاتا ہے تو ان کا غسالہ نالیوں وغیرہ بے ادبی والے مقامات پر جاتا ہے اور احرام پر لکھا ہونے کی صورت میں بیٹھنے یا لیٹنے میں وہ تحریر جسم کے نیچے آجاتی ہے، اسی طرح ٹوپی پر اگر بالکل پیشانی کی جانب والے حصے پر ماشاء اللہ وغیرہ لکھا ہو تو سجدے میں وہ حصہ زمین پر لگتا ہے یا سر کے بالکل بیچ والے حصے پر لکھا ہو تو سجدے میں آگے والے نمازی کے پاؤں بالکل اس کی طرف ہو جاتے ہیں اور ان تمام صورتوں کا بے ادبی پر مشتمل ہونا واضح ہے اور اگر ان کے ادب و احترام کا خیال بھی رکھا جائے تب بھی ذکر کی گئی صورتوں کے مطابق آئندہ ان کی بے حرمتی ہونے کا قوی اندیشہ ہے، لہٰذا اس سے بچنے کا حکم ہی دیا جائے گا، البتہ ایسا احرام پہن لینے کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہو گا کہ احرام پر کچھ اس طرح لکھا ہونا جنایت نہیں جس سے کفارہ لازم ہو۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم

3 مسبوق پہلے سلام کے بعد بقیہ نماز کیلئے کھڑا ہو یا دوسرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ وہ شخص جو ایک یا دو رکعتوں کے بعد امام صاحب کے ساتھ جماعت میں شامل ہوا۔ اب امام صاحب جب نماز مکمل کر کے سلام پھیریں گے، تو وہ شخص اپنی بقیہ نماز ادا کرنے کے لیے کس وقت کھڑا ہو گا؟ امام کے ایک طرف سلام پھیرتے ہی یا پھر دوسرا سلام پھیرنے کے بعد؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مسبوق یعنی جس کی کوئی رکعت امام کے ساتھ ادا کرنا رہ گئی، امام کے دوسرا سلام پھیرنے کے بعد اس وقت اپنی بقیہ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہو، جب اسے یقین ہو جائے کہ امام پر سجدۂ سہو نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم

4 الٹے ہاتھ سے کھانے پینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہمیں بچپن ہی سے یہ بتایا گیا ہے کہ ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے کھانا پینا چاہئے، الٹے ہاتھ سے کھانا پینا منع ہے، پوچھنا یہ ہے کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یعنی کیا سیدھے ہاتھ سے کھانا پینا واجب ہے؟ کیا الٹے ہاتھ سے کھانا پینا بالکل حرام و ناجائز ہے؟ یہ حکم اور ممانعت کس درجہ کی ہے؟ برائے کرم رہنمائی فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سیدھے ہاتھ سے کھانا اور سیدھے ہاتھ سے پینا، کھانے پینے کے سنن و آداب میں سے ہے، حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا مبارک طریقہ بھی یہی تھا، آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اسی کا حکم ارشاد فرمایا جبکہ بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے سے منع فرمایا اور اس کو شیطان کا فعل قرار دیا، لہٰذا کسی عذر کے بغیر بائیں ہاتھ سے کھانا یا پینا، اگرچہ حرام و گناہ نہیں لیکن اس سنتِ مستحبہ کے خلاف اور شریعتِ مطہرہ کی نظر میں ناپسندیدہ عمل ضرور ہے۔ ہاں! اگر کوئی عذر ہو جیسے سیدھا ہاتھ نہ ہو یا سیدھا ہاتھ شل ہو تو ایسی صورت میں بائیں ہاتھ سے کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم

کام کی باتیں

فریاد

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران **مولانا محمد عمران عطاری**

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا حاجی محمد عمران عطاری سلمہ الباری نے مدنی چینل کے سلسلے "Plus Minus" میں مختلف موضوعات پر "کام کی باتیں" بتائیں ان میں سے 19 پیش کی جارہی ہیں:

1 کسی کی غلطی پر کوئی یہ کہتا ہے کہ جب تک میرے سامنے ناک نہیں رگڑو گے معاف نہیں کروں گا تو یہ اس کی سوچ، مزاج اور طبیعت میں تنگی اور علم کی کمی ہے۔ اگر اسے معاف کرنے اور درگزر کرنے کے فضائل معلوم ہوجائیں تو وہ معاف کئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

2 اگر آپ کسی کو معاف نہیں کریں گے تو اس میں خود آپ ہی تکلیف اٹھائیں گے، کسی کی خوشی یا غمی میں وہ آیا تو آپ وہاں نہیں جائیں تو اس نفرت اور ناراضی سے آپ اپنا ہی دل جلائیں گے، بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اس نے آپ پر ظلم کیا، اسی نے تکلیف پہنچائی مگر آپ یہ سوچئے کہ (حدیث پاک میں) معاف کرنے والے کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

3 نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صرف اپنے فرامین میں معاف کرنے کی ترغیب نہیں دلائی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سیرت میں بھی اس طرح کے کئی واقعات موجود ہیں، صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ اطہار (رضی اللہُ عنہم) بھی معاف کردیا کرتے تھے اور معاف کرنے والے تو اللہ پاک کے پسندیدہ بندے ہیں۔

4 کاروبار میں پلس یہ ہے کہ آپ حلال کمائیں اور مائنس یہ ہے کہ حرام کمائیں۔

5 اگر آپ تجارت کرتے ہیں تو اس میں پلس یہ ہے کہ نیت اچھی رکھئے، مسلمانوں سے خیر خواہی کیجئے اور ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آیئے۔

6 اگر آپ ملازمت کرتے ہیں اور سیٹھ کے ساتھ بددیانتی کرتے ہیں، مال چوری کرتے ہیں، جاب کی ٹائمنگ میں ڈنڈی مارتے ہیں تو یہ ملازمت میں مائنس پوائنٹ ہے۔

7 اگر کوئی تاجر اپنے کسٹمر سے اور اس کے سامنے اپنے ملازم سے تو اچھے اخلاق سے بات کرتا ہے مگر گاہک کے جاتے ہی اسی ملازم سے بڑی بداخلاقی سے پیش آتا ہے تو یہ مائنس

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے پیش کیا گیا ہے۔

پوائنٹ ہے، بااخلاق شخص تو ہر وقت اور ہر ایک کے ساتھ ایک جیسا ہوتا ہے۔

8 اگر کاروبار میں کہیں رکاوٹ اور پریشانی آئے تو وہ راستہ اختیار نہ کریں جس سے اللہ اور رسول نے منع کیا ہے دیکھا جاتا ہے کہ اگر کاروبار میں کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو تاجر اس طرف نکل جاتا ہے جس سے اللہ رسول نے منع کیا ہوتا ہے۔

9 رزق میں برکت کے لئے یَاغَنِیُّ کا ورد کیجئے، گھر میں داخل ہوں تو سلام کیجئے اگر کوئی نہ ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہیں اور ایک بار سورۂ اخلاص پڑھئے اِن شآءَ اللہ کشادگی کے ساتھ رزق ملے گا۔

10 جب بھی آپ کو رزق میں فراوانی چاہئے تو اپنی صلۂ رحمی کو چیک کیجئے، رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کو دیکھئے کیونکہ صلۂ رحمی کرنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے، عمر میں برکت ہوتی ہے اور بری موت سے حفاظت ہوتی ہے۔

11 میں ایک شخص کو جانتا ہوں جس نے اپنا نیا کاروبار شروع کیا تو نفع میں فیصد کے اعتبار سے اپنی بہن کا ایک حصہ مقرر کرلیا، وہ بتاتے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میرا کاروبار کہاں بادلوں میں چلا گیا، میرا یہ حسنِ ظن ہے کہ اپنی بہن کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کی وجہ سے میرا کاروبار بڑھتا ہی چلا گیا۔

12 جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو وہ (بیمار ہونے کی وجہ جاننے کے لئے) کھانے پینے، آنے جانے، آب وہوا، موسم کی تبدیلی پر غور کرتا ہے جب کوئی وجہ سامنے آتی ہے تو اس پر کنٹرول کرتا ہے، اسی طرح جب کاروبار میں پریشانی آتی ہے تو غور کرنا چاہئے کہ میں جھوٹ، بددیانتی، نماز باجماعت تو نہیں چھوڑ رہا، صلۂ رحمی میں کوتاہی تو نہیں کررہا، میرے مال میں کسی یتیم، بیوہ وغیرہ کا مال ناحق تو شامل نہیں ہو گیا، (کیونکہ) یہ سب بھی مائنس چیزیں ہیں۔

13 اپنی لائف کو بیلنس رکھئے ایسا نہ ہو کہ کاروبار بڑھ جائے تو گھر والوں، رشتہ داروں کے ساتھ معاملات ڈسٹرب ہو جائیں بلکہ اپنی فیملی اور رشتہ داروں سے ملاقات کا بھی وقت نکالنا ضروری ہے۔

14 لوگ اپنا کاروبار بڑھانے کے لئے اپنی تجارتی مثبت صلاحیت کے بجائے منفی صلاحیتوں اور چال بازیوں سے دوسرے کا کاروبار توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ کسی کا رزق لے ہی نہیں سکتے رزق کا بڑھنا گھٹنا اللہ کے دستِ قدرت میں ہے۔

15 اگر کوئی قبر وحشر کے معاملات میں غور و فکر کے سبب سے پریشان ہے تو یہ ایک پلس پوائنٹ ہے کہ صحابۂ کرام بھی اس پر غور وفکر کی وجہ سے رویا کرتے تھے کہ ہمارا کیا بنے گا؟ اس سے روحانیت اور اس کے ثواب میں بھی اضافہ ہوگا۔

16 لڑکا اگر نان نفقہ دے سکتا ہے اور لڑکی سمجھدار ہے اور گھر کو سنبھالنے کے قابل ہو جائے تو ماں باپ کو ان کی شادی کروادینی چاہئے اور بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

17 شادیوں میں بلاوجہ کی تاخیر سے بہت سی خرابیاں جنم لیتی ہیں، بعض اوقات اسٹڈی کے نام پر بھی اتنی تاخیر ہو جاتی ہے کہ عمریں نکل جاتی ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ رشتے آنا بند ہو جاتے ہیں۔

18 ساس کو چاہئے کہ بہو کو بیٹی کی طرح سمجھے اور بہو کو بھی چاہئے کہ ساس کو اپنی ماں کی طرح سمجھے، جس طرح کبھی بیٹی ماں سے کسی بات پر روٹھ جاتی ہے تو ماں کو برا نہیں لگتا اسی طرح کبھی ماں بیٹی کو ڈانٹ دیتی ہے تو بیٹی کو برا نہیں لگتا تو ساس بہو میں بھی اس طرح کی Understanding ہوگی تو گھر امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

19 والدین کا اولاد سے پوچھ گچھ کرنا ان پر شک یا بے اعتمادی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ اس میں اولاد کی بہتری ہوتی ہے، اگر کسی کامیاب شخص کہ جس کا معاشرے میں ایک نام ہو اس سے پوچھا جائے تو وہ یہی کہے گا کہ والدین کی روک ٹوک کرنے کی وجہ سے آج میں اس مقام پر پہنچا ہوں۔

حقوقُ العباد کی اہمیت

حضرت علّامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

اسلام کامل اور مکمل دین ہے اور اس کی ہمہ گیری کا یہ عالَم ہے کہ یہ حیاتِ انسانی کے ہر شعبہ پر حاوی (غالب) ہے۔ حضور سرورِ عالَم نور مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے عملی زندگی کے بارے میں جو ہدایات دی ہیں۔ انہیں بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک وہ جس کا تعلق حقوقُ اللہ سے ہے، یعنی بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے اور اس باب میں ان کے فرائض کیا ہیں؟ دوسرا حصہ وہ ہے جس کا تعلق حقوقُ العباد سے ہے، جس میں اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ بندوں پر دوسرے بندوں کے اور عام مخلوقات کے کیا حقوق ہیں اور اس دنیا میں جب ایک انسان کا دوسرے انسان یا کسی بھی مخلوق سے واسطہ اور معاملہ پڑتا ہے تو اس کے ساتھ اس کا کیا رویہ ہونا چاہئے اور اس باب میں اللہ کے احکام کیا ہیں۔ یہاں یہ خصوصی طور پر قابلِ ذکر بھی ہے اور غور و فکر کی مستحق بھی کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی یا تقصیر (کمی) ہو جائے تو وہ غفور اور رحیم ہے۔ اگر چاہے تو اپنے حقوق کو خود معاف فرمادے، لیکن اگر ایک بندہ کسی بندہ کی حق تلفی کرتا ہے یا ظلم و زیادتی کرتا ہے تو اس کی معافی اور اس سے نجات و سبکدوشی (آزادی) کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے یوں مقرر فرمایا: یا تو حقدار کا حق ادا کر دیا جائے یا اس سے معافی حاصل کرلی جائے۔

اگر ان دونوں میں سے کوئی بات اس دنیا میں نہ ہو سکی تو آخرت میں لازماً اس کا خمیازہ (بدلہ) بھگتنا ہوگا۔ حقوق العباد کی اہمیت اور اس معاملہ میں کوتاہی کی سنگینیت (سختی) کا اندازہ حضور سرور کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اس ارشاد سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: جس کسی نے اپنے کسی بھائی پر ظلم و زیادتی کی ہو۔ اس کی آبروریزی کی ہو یا کسی اور معاملہ میں اس کی حق تلفی کی ہو تو اس کو چاہئے کہ آج ہی اور اسی زندگی میں اس سے معاملہ صاف کرلے۔ آخرت کے اس دن کے آنے سے پہلے جب اس کے پاس ادا کرنے کے لئے درہم و دینار کچھ بھی نہ ہوگا۔ اگر اس کے پاس اعمال صالحہ ہوں گے تو اس کے ظلم کے بقدر مظلوم کو دلا دیئے جائیں گے اور اگر وہ نیکیوں سے بھی خالی ہاتھ ہوگا تو مظلوم کے کچھ گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ (1)

بیہقی کی حدیث میں آپ کا ارشاد ہے: گناہوں کی ایک فہرست وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ انصاف کے بغیر نہ چھوڑے گا۔ وہ بندوں کے باہمی مظالم اور حق تلفیاں زیادتیاں ہیں۔ ان کا بدلہ ضرور دلایا جائے گا۔[2]

قرآنِ پاک میں ارشادِ باری ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ﴾ اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم کرتا ہے۔[3]

سورۃ النسآء میں فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَاۙ﴾ بیشک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دو۔[4]

ان دونوں آیتوں کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس میں ہر قسم کے معاملات خواہ ان کا تعلق معاش و مال سے ہو یا باہمی نزاعات سے، جیسے تجارت، قرض، ہبہ، وصیت، قضا، شہادت، وکالت اور محنت و مزدوری ان معاملات میں عدل و انصاف سے کام لینے اور امانت و دیانت کا دامن تھامے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح امانت کا تعلق صرف مالی اشیاء ہی سے نہیں ہے۔ جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے بلکہ قانونی، اخلاقی اور مالی امانت تک وسیع ہے۔ اگر کسی کا بھید (راز) آپ کو معلوم ہے تو اسے چھپانا اور اسے رسوائی سے بچانا بھی امانت ہے۔ کسی مجلس میں آپ نے دوسروں کے متعلق باتیں سُن لیں تو اسے اسی مجلس تک محدود رکھنا اور دوسروں تک پہنچا کر فتنہ و فساد کھڑا کرنے کا باعث نہ بننا بھی امانت ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا ملازم ہے تو اسے نوکری کی شرائط کے مطابق اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنا اور اسے انجام دینا بھی امانت ہے۔

قرآن مجید میں اچھے مزدور کی تعریف "اَلْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ" کے الفاظ سے بیان کی گئی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ مزدور میں دو صفات کا ہونا ضروری ہے۔ اول یہ کہ وہ قوی ہو یعنی جس کام کے کرنے کی اس نے ذمہ داری قبول کی ہے۔ اس کام کو کر سکے۔ دوسرے امین ہو یعنی کام کرنے میں امانت و دیانت کا دامن تھامے رکھے۔ اور پوری ذمہ داری سے اپنے فرائض کو ادا کرے۔ آج کے دور میں مزدور اور کارخانہ دار (کمپنی کے مالک) کی کشمکش جس خطرناک موڑ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مزدور حضرات اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتے اور کام کے بغیر زیادہ سے زیادہ معاوضہ اور مراعات (رعایتیں) حاصل کرنے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں اور کارخانہ دار مزدور کو اس کی پوری مزدوری ادا کرنے میں حیل و حجت کرتے ہیں اور شرائطِ ملازمت کا لحاظ و پاس نہیں کرتے۔

حالانکہ حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مزدور کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔[5]

اور بخاری شریف کی حدیث میں ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین شخص وہ ہیں جن کا قیامت کے دن میں خصم ہوں گا۔ یعنی ان سے مطالبہ کروں گا۔ ایک وہ جس نے میرا نام لے کر معاہدہ کیا۔ پھر اس عہد کو توڑ دیا۔ دوسرا وہ جس نے آزاد کو بیچا اور اس کا ثمن کھایا۔ تیسرا وہ جس نے مزدور رکھا اور اس سے پورا کام لیا اور اس کی مزدوری نہیں دی۔[6]

بہر حال معاشرہ میں توازن و اعتدال کے قیام اور طبقاتی کشمکش کے مکمل استیصال (جڑ سے اُکھیڑنے) کے لیے یہ ضروری ہے کہ مزدور اور کارخانہ دار دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول نے جو ہدایات دی ہیں ان پر پوری دیانتداری کے ساتھ عمل کریں۔[7]

---

(1) دیکھئے: بخاری، 2/128، حدیث: 2449 (2) دیکھئے: شعب الایمان، 6/52، حدیث: 7474 (3) پ14، النحل: 90 (4) پ5، النسآء: 58 (5) ابن ماجہ، 3/162، حدیث: 2443 (6) بخاری، 2/52، حدیث: 2227 (7) بصیرت، ص81۔

درسِ کتابِ زندگی

زندگی بدلنے والی 28 ٹپس
(28Life-Changing Tips)

مولانا ابورجب محمد آصف عطاری مدنی*

اس مہینے کا موضوع تو کچھ اور تھا لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے فی الحال "کتابِ زندگی" کے چند مختصر ٹپس آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ خیال رہے کہ ان باتوں کو جائز اور باعثِ ثواب کاموں پر محمول (Apply) کیا جائے۔ ان ٹپس کی تفصیل مجھ پر اُدھار رہی کیونکہ ابھی نہ وقت میسر اور نہ ہی اتنے صفحات! جو بات بار بار پڑھنے پر بھی سمجھ میں نہ آئے تو کسی سمجھ دار سے سمجھ لیجئے گا۔

1 سیکھتے رہنے کی عادت بنائیے، جب آپ کو لگے کہ اب مجھے سیکھنے کی ضرورت نہیں، آپ واقعی کچھ نہیں سیکھ پائیں گے اور آپ کی ترقی کا سفر رک جائے گا۔

2 جس نے آپ کو بہت کچھ سکھایا ہو، اسے بہت کچھ سکھانے کی کوشش نہ کریں کیونکہ اسے صرف یہی نہیں آتا جو اس نے آپ کو سکھا دیا ہے، مشہور ہے کہ "باپ کا باپ بننے" کی کوشش نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی "استاد کا استاد" بننے کی! یہی ادب کا تقاضا ہے۔

3 کسی سے کچھ سیکھنے جائیں تو اپنے کمالات بھول کر جائیں اور خود کو خالی برتن سمجھیں جس میں کچھ ڈالا جاسکے، بھرے ہوئے برتن میں عقل مند لوگ کچھ نہیں ڈالتے۔ اس لئے آپ جیسے جائیں گے (بغیر کچھ سیکھے) ویسے لَوٹیں گے۔

4 سکھانے والا ایک ہو اور سیکھنے والے زیادہ تو ہر ایک یکساں نہیں سیکھتا جیسا کہ اسکول، دینی جامعہ کی کلاسز میں مشاہدہ ہوتا ہے، اس فرق کی ایک وجہ کسی کا پوری توجہ سے سیکھنا اور کسی کا تھوڑی توجہ سے! الغرض "جتنا شہد ڈالیں گے اُتنا ہی میٹھا ہو گا۔"

5 کوئی اپنا آفس / روم آپ کے ساتھ شئیر کرے یا کوئی اپنے گھر میں عارضی طور پر ٹھہرا لے تو اپنا رویہ اور انداز مہمانوں والا رکھئے نہ کہ میزبانوں والا۔

6 کسی کی مہارت وصلاحیت کا آپ کو علم نہ ہونا اس بات کو لازم نہیں کہ اس کے پاس کوئی مہارت یا صلاحیت ہی نہیں ہے۔

7 بعض لوگوں کو ہر ملازمت، کاروبار اور منصب کی مہارت اور اہلیت اپنے قریبی لوگوں میں ہی دکھائی دیتی ہے، جس کی وجہ سے انہیں نااہل بھی اہل دکھائی دیتا ہے، ایسوں پر یہ ضرب المثل صادق آتی ہے "اَندھا بانٹے ریوڑی اَپنوں ہی کو دے" اگر ایسے لوگ ذرا "کنویں" سے باہر نکل کر دیکھیں تو باہر انہیں زیادہ ماہر اور اہل لوگ بھی مل سکتے ہیں "میں نہ مانوں" کی مت جُدا ہے۔

8 جب آپ کو ٹھوک بجا کر کسی کام کا اہل شخص مل جائے تو اسے غنیمت جانئے، بلاوجہ بہتر سے بہترین کی لالچ میں آپ اس سے بھی محروم ہوسکتے ہیں۔

9 من پسند یا لگی بندھی روزی سے ضروریات پوری نہ ہونے پر تنگ آکر اسے چھوڑ دینا مناسب نہیں، خالی ہاتھ ہونے پر آپ شدید مالی بحران میں مبتلا ہوسکتے ہیں۔ سمجھداری اس میں ہے روزی کا پرانا ذریعہ اس وقت تک جاری رکھیں جب تک نیا نہیں مل جاتا۔

10 دوسروں کے آپسی معاملات میں ٹانگ اَڑانے سے "آپ کی ہڈی" ٹوٹ بھی سکتی ہے۔

11 خواہ مخواہ کی مشکل سے بچنا چاہتے ہیں تو پرائی مصیبت

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

اپنے گلے ڈالنے سے بچئے، مشہور ہے کہ اُڑتا تیر بغل میں نہیں لینا چاہئے۔

12 کسی کا مسئلہ حل کرنے یا کوئی کام مکمل کرنے میں غیر معمولی پینڈنگ / التواء سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کیجئے۔ آپ کی کتنی ہی مجبوریاں ہوں کیونکہ لوگ عموماً پینڈنگ کی مدت کو یاد رکھتے ہیں، اسباب کو بھول جاتے ہیں۔

13 اپنا کردار ایسا شاندار اور خوشبودار بنائیے کہ آپ کے ساتھ تھوڑا سا وقت گزارنے والا بھی راحت پائے جیسے پھولوں کے باغ کے قریب سے گزر جانے والے کو خوشبو فرحت دیتی ہے۔ آپ کا کردار ایسا بُرا اور بدبودار نہیں ہونا چاہئے کہ تھوڑا سا وقت آپ کے ساتھ گزارنے والا ایسا تنگ اور بیزار ہو جائے جیسا کچرے اور غلاظت کے ڈھیر کے پاس سے گزرنے والا ہوتا ہے کہ وہ بدبو سے بچنے کے لئے ناک بند کرلیتا ہے۔

14 اگر آپ کو کسی حوالے سے فوقیت اور طاقت مل جائے تو ماتحتوں کو ہر وقت دبانے، پچھاڑنے اور جھاڑنے سے بچئے کہ آپ کی فوقیت، منصب، رُتبہ کسی بھی وقت ختم ہو سکتا ہے پھر کیسا دباؤ اور کیسا رعب؟ وہی لوگ آپ سے گن گن کر بدلے بھی لے سکتے ہیں۔

15 بات بات پر رُوٹھ کر بیٹھ جانے والا کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کر سکتا۔

16 کچھ لوگوں سے ہمارا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ اگر وہ ہم سے رُوٹھ جائیں تو انہیں منانے میں غیر معمولی تاخیر نہیں کرنی چاہئے ورنہ وہ اس بات پر مزید روٹھ سکتے ہیں اسے ہمارے روٹھنے کی بھی پروا نہیں۔

17 "غرض دیوانی ہوتی ہے"۔ اندھے کو آنکھیں، بھوکے کو روٹی اور مزدور / اجیر کو مزدوری یا سیلری سے غرض ہوتی ہے، ہزار دانشور مل کر اسے محض باتوں سے مطمئن نہیں کر سکتے، محاورہ ہے "داموں کا رُوٹھا باتوں سے نہیں مانتا۔"

18 اپنے الفاظ اور رویّے میں کچھ نہ کچھ لچک رکھنی چاہئے، کبھی یوٹرن بھی لینا پڑ جاتا ہے۔

19 کم ظرف لوگوں سے زیادہ امید نہ رکھیں اور نہ ہی توقعات باندھیں۔

20 مشکل حالات میں کسی کی سپورٹ سوچ سمجھ کر قبول کرنی چاہئے کہ کل کلاں اگر اس نے احسان جتایا تو آپ کو شدید رنج پہنچے گا۔

21 آپ کے مشکل وقت میں بغیر کہے ساتھ دینے والے بہت قیمتی لوگ ہوتے ہیں، ان کی قدر کیجئے۔

22 آپ مسئلے کا واحد حل (جو آپ نے سوچا ہوا تھا) نہ نکلنے پر دل چھوٹا نہ کریں، ہمارا رب قادر وقدیر عزوجل ہے، ایک در بند ہوتا ہے تو 100 در کھل جاتے ہیں۔

23 ہر چیز میں ذاتی مفاد کو ترجیح دینے والے کو لوگ پسند نہیں کرتے، اگرچہ آپ پر ظاہر نہ ہونے دیں۔

24 کبھی اچھی کارکردگی پر حوصلہ افزائی نہ ہو تو ہمت نہ ہاریں، اپنے دل ہی سے سیکھ لیجئے کہ روزانہ ہزاروں لیٹر خون پورے جسم کو پمپ کرتا ہے لیکن ہم نے شاید ہی کبھی اسے شاباش دی ہو لیکن سوچئے کیا حوصلہ افزائی نہ ہونے پر دل نے اپنا کام چھوڑا؟

25 دوسروں کی اچھی کارکردگی پر حوصلہ افزائی میں کنجوسی نہ کیجئے۔

26 کسی کا ادھورا واٹس اپ سن کر ریپلائی دینے میں جلد بازی کرنا ایسا ہی ہے کہ آپ کسی کی آدھی بات سن کر تبصرہ کر ڈالیں۔

27 لہجے کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے، اگر آپ کو اپنے لہجے پر کنٹرول نہیں تو لکھ کر اس پر نظرثانی کرکے میسج کرنے میں جھگڑے اور ناراضی کا چانس بہت کم رہ جائے گا۔

28 جس آفس میں کئی لوگ خاموش نوعیت کے کاموں میں مصروف ہوں تو کسی ایک کو مخاطب کرکے بات کرنے پر دوسرے عموماً ڈسٹرب ہو جاتے ہیں (بالخصوص بلند آواز سے) ایسے میں کمپیوٹر چیٹ، تحریر یا خاموش اشارے سے کام چلانے کی کوشش کریں یا اس کے قریب جاکر دھیمی آواز میں گفتگو کرلیں، ورنہ ممکن ہے کہ آفس کے لوگ کسی دن آپ کے خلاف سراپا احتجاج بن جائیں گے۔

آخری بات: جو ان صفحات میں پیش کیا اس سے بہت ہی کم ہے جو پیش نہیں کیا۔ ربُّ العالمین ہمیں اسلامی زندگی گزارنے کا وسیع شعور نصیب کرے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اسلام کا نظام

نِظامِ احتساب

مولانا فرمان علی عطاری مدنی*

دینِ اسلام نے انسان کی خیر و بھلائی اور فلاح و کامیابی کے لئے ایسے زریں اصول عطا کئے ہیں جن پر عمل کرنے سے بندہ دینی، دنیاوی، اخلاقی، روحانی، معاشی، معاشرتی اور خاندانی معاملات کو بہتر سے بہترین طریقے سے حل کر سکتا ہے۔ احتساب بھی دینِ اسلام کا ایک بنیادی اور اہم ترین اصول ہے جس کے ذریعے جرائم اور برائیوں کی روک تھام اور ظلم و سرکشی کا خاتمہ ہوتا ہے اور معاشرے میں امن و استحکام اور عدل و انصاف کا بول بالا ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث میں برائی سے روکنے اور نیکی کا حکم دینے کی صورت میں احتساب کا ثبوت موجود ہے، اس کے علاوہ خلفائے راشدین، مملکتِ اسلامیہ کے سلاطین اور بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کی سیرت میں بھی احتساب کی عملی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

احتساب کیا ہے؟ احتساب سے مراد یہ ہے کہ اس وقت نیکی کا حکم دینا جب اس کو چھوڑ دیا جائے اور برائی سے روکنا جب اس کو سرِعام کیا جائے۔[1]

قرآن اور احتساب قرآنِ کریم کے نزول کا مقصد اُمّت کو برائی سے بچانا اور نیکیوں میں رغبت دلانا ہے، قرآنِ پاک کی مختلف آیات میں اہلِ منصب و صاحبِ اقتدار افراد کو حکم ہے کہ لوگوں کو برائی سے روکیں اور بھلائی کا حکم دیں چنانچہ، ارشاد ہوتا ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِؕ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: وہ لوگ کہ اگر ہم اُنہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔[2]

اسی طرح جو صاحبِ منصب لوگ بُرائی کو نہیں روکتے ان کی مذمّت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لَوْ لَا یَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ(۶۳)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: انہیں کیوں نہیں منع کرتے اُن کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے بے شک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔[3]

اس آیت کی روشنی میں عالِم پر واجب ہے کہ خود بھی سنبھلے اور دوسروں کو بھی سنبھالے۔ حضرت عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قرآنِ پاک میں (عُلما کے لئے) اس آیت سے زیادہ ڈانٹ ڈپٹ والی کوئی آیت نہیں۔[4]

احتساب اور احادیث قرآنِ کریم میں توریت و انجیل کے حوالے سے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یہ اوصاف بیان ہوئے ہیں، ترجَمۂ کنزُ الایمان: وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔[5]

نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی اس ذمہ داری کو بحسن و

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

خوبی نبھایا اور زمانۂ جاہلیت کی تمام برائیوں کا خاتمہ فرما کر اسلام کی روشن تعلیمات کو عام فرمایا، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جسے برائی میں مبتلا دیکھتے تو بحیثیتِ محتسبِ اعظم فوراً اس کی اصلاح و تربیت فرمادیا کرتے تھے، چنانچہ

نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے اور غلے کے ایک ڈھیر میں دستِ اقدس ڈال کر دیکھا تو وہ اندر سے گیلا تھا۔ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے (احتساب کرتے ہوئے اس) دکاندار سے پوچھا، یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی کہ یہ بارش سے بھیگ گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: تو تم نے اسے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ ہر شخص کو نظر آجاتا (پھر فرمایا)۔ جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[6]

محتسب کون ہے؟ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام (یعنی حکمران) نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں (یعنی عوام) کے متعلق پوچھا جائے گا، مرد اپنے گھر کا نگہبان ہے اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا، خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں بازپرس ہوگی (الغرض!) تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"[7]

محتسب سے مراد ہر وہ شخص یا ادارہ ہے جس کے تحت کچھ افراد ہوں جن کی ذمہ داری اس فرد یا ادارے پر عائد ہوتی ہو اور وہ انہیں کسی بھی طرح برائی سے روکنے پر قادر ہو، مثلاً حاکمِ وقت اپنی رعایا کے لئے محتسب ہے اگر وہ معاشرے میں کسی جرم کو بڑھتا ہوا یا شریعت کی خلاف ورزی دیکھے تو اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اس کی روک تھام کا انتظام کرے، اسی طرح کسی ادارے کا منتظم بھی ادارے یا اپنے ملازمین کی خیر و بھلائی کے لئے ان کے احتساب کا حق رکھتا ہے، گھر کا سربراہ اور سرپرست جیسے والد یا بڑا بھائی وغیرہ اپنے اہلِ خانہ کو برائی سے روکنے اور انہیں نیکی کی طرف راغب کرنے کے لئے محتسب کا کردار ادا کرسکتا ہے، اگر کوئی عالمِ دین ہے تو حتَّی المقدور وہ معاشرے کی اِصلاح و فلاح کی خاطر وعظ و بیان کے ذریعے لوگوں کو برائیوں سے روکے گا، اسی طرح ایک دوست اپنے دوست کو کسی برائی میں مبتلا دیکھے یا نیکیوں سے دور دیکھے تو روک ٹوک کرکے اس کی اصلاح کے لئے محتسب بن سکتا ہے۔

احتساب کیوں ضروری ہے؟ محتسب اداروں یا افراد کا کسی جرم کی سزا تجویز کرنا انہیں برائی سے روکنا، نیکیوں کی طرف مائل کرنا اور ان کا احتساب کرنا اس لئے ضروری ہے کہ جب کوئی ایسا کام جس پر شریعت یا قانون کی طرف سے ممانعت ہو اور اس کام کے مرتکب کو سزا دی جائے تو وہ معاشرے کے لئے عبرت کا نشان بن جاتا ہے اور آئندہ اس برائی کی طرف نہ وہ خود جائے گا اور نہ دیگر لوگ اس برے فعل کی طرف قدم بڑھا سکیں گے اس طرح کسی برائی سے روک ٹوک کرنے پر اسے شرمندگی ہوگی اور وہ آئندہ اس کام سے اجتناب کرے گا اور معاشرے سے برائی اور جرائم ختم ہوجائیں گے۔ اسی طرح وہ معاملات جو شریعت میں ممنوع ہیں اور اس کی وعید بیان کی گئی ہے تو اس پر روک تھام سے بھی معاشرے سے برائی اور گناہوں بھرا ماحول ختم ہوگا۔

اپنی ذات کا احتساب محتسب خود بھی اپنی ذات کا احتساب کرے اور یوں غور و فکر کرے کہ مجھے جو ذمہ داری سونپی گئی ہے کیا میں اس پر پورا بھی اترتا ہوں یا مجھ سے بھی ان معاملات میں کوتاہی واقع ہوجاتی ہے، جیسے حاکم اپنی ذات کا یوں احتساب کرے کیا میں اپنے فرائض اور رعایا کے حقوق کماحقّہ ادا کرتا

ہوں، یا محض اپنے عہدے کی دھونس جما کر ان پر ظلم و ستم ہی کرتا ہوں، کیا میں ان کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ ان کی آسائشوں کا بھی کچھ خیال رکھتا ہوں؟ اگر جانے انجانے میں کسی پر زیادتی ہوگئی تو کیا میں نے کبھی اس سے معافی مانگی؟ اسی طرح کسی ادارے کا مہتمم و منتظم بھی غور کرے کہ میں اپنے ماتحتوں کو محض اپنے عہدہ و منصب کی آڑ میں بلاوجہ روک ٹوک تو نہیں کرتا اور انہیں اپنی ذات سے بد ظن تو نہیں کرتا، ادارے کے منتظم کا یہ رویہ اس کے ماتحتوں کو بغاوت پر ابھار سکتا ہے لہٰذا اسے چاہئے کہ اپنی ذمہ داری کو شریعت کے مطابق پورا کرے اور اپنے منصب کے نشے میں مدہوش رہ کر صرف اپنے مفاد کیلئے کوشش نہ کرے بلکہ اپنے ملازمین و معاونین کے حق کے لئے بھی آواز اٹھائے، اور ان کی ضروتوں کو پورا کرنے کے لئے حقیقی کوشش بھی کرے، صرف اپنی باتوں سے قائل کر کے خاموش کروا دینے سے نفرت و مخالفت پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح گھر کا سربراہ، سرپرست اور دیگر محتسبین کو بھی سوچنا چاہئے کیونکہ اگر ہم نے عہدے، منصب اور ذمہ داری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا میں کسی کا حق مارا، کسی کو اپنے عہدے کی بدولت ناجائز ستایا، کسی پر ظلم و ستم کر دیا، تو بروزِ قیامت مجھے اس کا حساب دینا ہوگا نیز اگر مجھے دوسروں پر کچھ قدرت حاصل ہے تو اس سے زیادہ اللہ پاک مجھ پر قادر ہے اگر میں نے کسی کی دل آزاری یا حق تلفی کی تو قیامت کے دن اللہ پاک کے غَضَب سے میں کس طرح محفوظ رہ سکوں گا۔

اہلِ خانہ کا احتساب والد، بڑا بھائی یا خاندان کا ایسا فرد جس کی بات سنی جاتی ہو اور وہ اپنے گھر اور خاندان میں کسی برائی کو روکنے کی استطاعت رکھتا ہو تو گھر اور خاندان کی دنیاوی اور اخروی بھلائی کے لئے ان کا احتساب کرے، بیوی، بیٹی، بہن اور دیگر خواتین کو پردے کی تلقین کرے، نماز کی پابندی کا ذہن دے، جھوٹ غیبت چغلی، بہتان طرازی وغیرہ برائیوں کی مذمت بتائے اور آئندہ ان گناہوں سے باز رہنے کی تنبیہ کرے، بچوں کو چھوٹی عمر سے ہی اچھے برے کی تمیز سکھائے، ان کی اچھی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے، انہیں نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے تاکہ یہ خود اور اس کے گھر والے آخرت کی رسوائی اور اس کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں، قراٰنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (8)

اسی طرح گھر والوں کے علاوہ قریبی رشتہ داروں کی اصلاح کے لئے یہ حکم دیا گیا: ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ(۲۱۴)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ (9)

عام مسلمانوں کا احتساب ہر مسلمان اپنی اپنی جگہ مبلغ اور محتسب ہے خواہ وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو، یعنی وہ عالم ہو یا امام مسجد، پیر ہو یا مرید، تاجر ہو یا ملازم، افسر ہو یا مزدور، حاکم ہو یا محکوم، الغرض جہاں جہاں وہ رہتا ہو، کام کاج کرتا ہو، اپنی صلاحیت اور استطاعت کے مطابق اپنے گرد و پیش کے ماحول سے برائی کو ختم کرنے یا روکنے کا ذمہ دار ہے قراٰنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ (10)

ہر ایک کا یکساں احتساب کیا جائے اسلامی نظامِ احتساب کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں جرم کی سزا سب کے لئے برابر ہے چاہے مجرم امیر ہو یا غریب، حاکم ہو یا عوام، گورا ہو یا کالا ہر

ایک کو اس کے جرم کی سزا بھگتنی پڑے گی اس کو نہ تو اس کا عہدہ و منصب اور جان پہچان بچا سکتی ہے اور نہ اس کے حسب نسب کی عظمت اس کی جان چھڑا سکتی ہے، جو بھی اسلامی قانون کی خلاف ورزی کرے گا سزا کا حقدار ہوگا، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سب سے بڑے محتسب اور اسلامی قوانین کے پاسدار تھے حضور کی سیرتِ طیبہ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے قریبی لوگوں کے ساتھ اس طرح کے معاملات میں کسی قسم کی رعایت نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات سے اگر کوئی قصاص کا مطالبہ کرتا تو اس کو قصاص دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے جیسا کہ ایک دن نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص آیا اور حضور پر جھک گیا۔ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھجور کی سوکھی شاخ سے جو آپ کے دستِ مبارک میں تھی اسے ٹھوکا دیا جس سے اس کے منہ پر خراش آگئی۔ نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ تم مجھ سے قصاص لے لو اس نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں نے معاف کر دیا۔“[11]

ایک دفعہ خاندان مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی، قریش نے چاہا کہ وہ حد سے بچ جائے۔ انہوں نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے جو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے محبوبِ خاص تھے درخواست کی کہ آپ سفارش کیجئے۔ چنانچہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سفارش کی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”تم حد میں سفارش کرتے ہو! تم سے پہلے لوگ (بنی اسرائیل) اسی سبب سے تباہ ہوئے کہ وہ غریبوں پر حد جاری کرتے اور امیروں کو چھوڑ دیتے۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنتِ محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) بھی ایسا کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔“[12]

احتساب اور صحابۂ کرام نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تربیت و صحبت یافتہ صحابۂ کرام نے بھی اپنے اپنے دورِ اقتدار میں احتساب کے اہم فریضے کو بحسن وخوبی انجام دیا، جیسا کہ حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ امورِ خلافت سے متعلق نہ صرف عام لوگوں کا احتساب فرماتے بلکہ آپ نے جن لوگوں کو حاکم وگورنر بنایا خود بھی ان کا احتساب کرتے اور عوام کو بھی فری ہینڈ دے رکھا تھا کہ عوام میں سے کوئی بھی کسی بھی عامل (یعنی گورنر یا حاکم) کے خلاف شکایت کر سکتا تھا۔ جس کے خلاف شکایت ہوتی اگر وہ عامل قریب ہوتا تو آپ اُسے فوراً بلاتے اور پوچھ گچھ فرماتے اور اگر وہ کہیں دور علاقے میں ہوتا تو بذریعہ خط و کتابت اُس سے پوچھ گچھ فرماتے۔[13]

اسی طرح بزرگانِ دین کے مبارک دور میں بھی حاکمِ اسلام کی طرف سے ایک محتسب مقرر ہوتا تھا جو بازاروں میں خرید و فروخت کے معاملات کو دیکھتا تھا اگر کہیں خلافِ شریعت بات دیکھتا تو اس سے پوچھ گچھ کرتا تھا جیسا کہ حضرت سیدنا ابو محمد رحمۃُ اللہ علیہ کا بیان ہے: میں نے مغرب کے وقت محتسب کو بازاروں میں گھومتے دیکھا، وہ ہر دکان پر ٹھہر کر دکان دار سے ان احکام کے متعلق پوچھتا جو سامان تجارت کے متعلق اس پر سیکھنا لازم ہیں اور یہ بھی پوچھتا کہ اس میں سود کس طرح شامل ہو جاتا ہے اور اس سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟ اگر وہ صحیح جواب دیتا تو اسے دکان داری کرنے دیتا ورنہ اسے دکان سے کھڑا کر دیتا اور کہتا: ہم تمہیں مسلمانوں کے بازار میں نہیں رہنے دیں گے، تم مسلمانوں کو سود اور ناجائز چیزیں کھلاؤ گے۔[14]

---

(1) الاحکام السلطانیہ، ص240 (2) پ17، الحج:41 (3) پ6، المآئدۃ:63 (4) خازن، المآئدۃ، تحت الآیۃ:63، 1/509 (5) پ9، الاعراف:157 (6) مسلم، ص64، حدیث:284 (7) بخاری، 3/464، حدیث:5200 (8) پ28، التحریم:6 (9) پ19، الشعرآء:214 (10) پ10، التوبۃ:71 (11) ابو داؤد، 4/241، حدیث:4536 (12) بخاری، 2/468، حدیث:3475 (13) الاوائل للعسکری، ص172 (14) المدخل لابن الحاج مکی، 1/114۔

غریبوں کا خیال رکھئے

سید بہرام حسین شاہ عطّاری مَدَنی*

دِینِ اسلام ایک کامل و اکمل اور اللہ پاک کا پسندیدہ دِین ہے، جس کے بارے میں خود اللہ پاک نے اِرشاد فرمایا: ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اِسلام کو دین پسند کیا۔[1]

اِس کامل و اکمل دِین نے اپنی روشن تعلیمات کے ذَریعے جہاں ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا حکم دیا وہاں بطورِ خاص غریب مسکین لوگوں کا خیال رکھنے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کا بھی حکم دیا۔ بہت سے ایسے اُمور ہیں جن میں ہم غریب مسکین لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کرتے ہوئے ان کی ضروریات کو پورا کر کے ان کا خیال رکھ سکتے ہیں، اس سے ان کا دل خوش ہوگا اور مسلمان کا دِل خوش کرنے کے بھی کیا کہنے چنانچہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اللہ پاک کے نزدیک فرائض کی اَدائیگی کے بعد سب سے افضل عمل مسلمان کے دِل میں خوشی داخل کرنا ہے۔[2]

اسلام میں غریب مسکین لوگوں کو کھلانے، پلانے اور لباس پہنانے کی ترغیب دی گئی ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: جس مسلمان نے کسی بے لباس مسلمان کو کپڑا پہنایا، اللہ پاک اسے جنّتی لباس پہنائے گا اور جس نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا اللہ پاک اُسے جنّتی پھل کھلائے گا اور جس نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا، اللہ پاک اُسے مُہر لگی ہوئی پاکیزہ شَراب پلائے گا۔[3]

اسلام میں غُرباء کے دکھوں کا مداوا کرنے اور ان کو قرضوں کے بوجھ سے آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: اللہ پاک کو سب سے پیارا عمل کسی بھوکے مسکین کو کھانا کھلانا، اس کو قرض سے نجات دِلانا یا اس کا غم دور کرنا ہے۔[4]

غریبوں کی حاجت روائی کرنا، ان سے تکالیف دور کرنا اسلام کی خوبصورت اقدار ہیں چنانچہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے تو اللہ پاک اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے۔ جو شخص مسلمان سے کسی ایک تکلیف کو دور کر دے تو اللہ پاک قیامت کی تکالیف میں سے اس کی ایک تکلیف دور کر دے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ پاک قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔[5]

شادی بیاہ یا عید وغیرہ خوشی کے مواقع پر غریبوں کو اپنی خوشیوں میں شامل کیجئے کہ اِس سے جہاں ان کے دلوں میں خوشی پیدا ہوگی وہاں اللہ پاک کی رَحمت سے آپ کی خوشیوں کو بھی چار چاند لگ جائیں گے اور آپ کو حقیقی خوشی نصیب ہوگی۔ عموماً دعوت وغیرہ خوشی کے موقع پر امیروں کو بلایا جاتا ہے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اس لئے حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا گیا: بُرا کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے، جس میں مال دار لوگ بلائے جاتے ہیں اور فقرا چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔[6]

اللہ کریم ہمیں اسلام کی اس روشن تربیت و تعلیم ”غریبوں کا خیال رکھئے“ پر عمل کرتے ہوئے معاشرتی استحکام اور حصولِ ثواب کے لئے غریبوں کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) پ6، المآئدۃ:3 (2) معجم کبیر، 11/59، حدیث:11079 (3) ابوداؤد، 2/180، حدیث: 1682 (4) معجم کبیر، 3/218، حدیث:3187 (5) بخاری، 2/126، حدیث: 2442 (6) بخاری، 3/455، حدیث:5177۔

* فارغُ التحصیل جامعۃُ المدینہ، ذمّہ دار شعبہ مدنی مذاکرہ، المدینۃ العلمیہ، کراچی

پہننے کے لئے کپڑے کرائے پر لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ بعض دکاندار شادی میں پہننے کے لئے تیار شدہ (Ready-made) لیڈیز سوٹ کرائے پر دینے کا کام کرتے ہیں، کیا ہمارا کرائے پر تیار شدہ (Ready-made) کپڑے لینا شرعاً جائز ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: تیار شدہ (Ready-made) لیڈیز سوٹ شادی میں پہننے کے لئے طے شدہ اُجرت کے عوض کرائے پر لینا جائز ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”اذا استاجرت المراۃ درعا لتلبسه ایاما معلومة ببدل معلوم فھو جائز“ یعنی: اگر کسی عورت نے زنانہ قمیض معلوم ایام تک پہننے کی غرض سے معلوم معاوضے کے بدلے کرائے پر لی تو یہ جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، 4/465)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”کپڑے کو پہننے کے لیے کرایہ پر لے سکتا ہے۔“

(بہارِ شریعت، 3/128)

تنبیہ: ان کپڑوں کو اپنے ذاتی کپڑے بتا کر جھوٹ بولنا، جائز نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مہینہ پورا ہونے سے پہلے ملازم کو اجرت دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میری کمپنی میں کئی افراد کام کرتے ہیں جنہیں میں ماہانہ تنخواہ دیتا ہوں اور انہیں کام پر رکھتے وقت بھی طے یہی ہوتا ہے کہ پہلے پورا مہینہ آپ کام کریں گے، اس کے بعد تنخواہ ملے گی لیکن بعض ملازمین اپنی ضرورت کے تحت مہینہ پورا ہونے سے پہلے ہی کچھ تنخواہ کا تقاضا کرنے لگ جاتے ہیں، بعض اوقات میں دے دیتا ہوں اور بعض اوقات نہیں دے پاتا۔ کیا نہ دینے کی صورت میں، مَیں گنہگار ہوں گا اور حق العبد میں گرفتار ہوں گا؟

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں ملازم رکھتے وقت ہی جب ملازم سے تنخواہ کے متعلق یہ طے ہو جاتا ہے کہ پہلے پورا مہینہ آپ کام کریں گے اس کے بعد تنخواہ ملے گی اور ہر مہینہ اسی طرح ہو گا تو مہینہ پورا ہونے پر ہی ملازم کو تنخواہ دینا لازم ہے، اس سے پہلے تنخواہ یا اس کا کچھ حصہ دینا لازم نہیں ہے لہٰذا نہ دینے پر آپ گنہگار نہیں ہوں گے۔ البتہ ملازمین کا ایڈوانس سیلری طلب کرنا قرض کی ایک صورت ہے۔ ضرورت مند کو قرض دینا بھی ایک عمدہ نیکی ہے۔ اگر گنجائش ہو تو ایسا کرنا چاہئے البتہ ایسا کرنا عام حالات میں واجب نہیں ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

قرض واپس کرنے کے گواہ نہ ہوں تو اختلاف کیسے ختم کریں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ زید نے مجھے رقم قرض دی پھر کچھ عرصے بعد میں نے وہ رقم زید کو واپس کر دی، لیکن زید کا کہنا ہے کہ مجھے میری رقم واپس نہیں کی، گواہ ہم دونوں کے پاس نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں شریعتِ مطہرہ ہماری کیا راہنمائی فرماتی ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں آپ پر لازم ہے کہ آپ رقم کی ادائیگی پر گواہ پیش کریں، اگر آپ نے گواہ پیش کر دیئے تو آپ قرض کی ادائیگی سے بری ہوں گے۔ گواہ نہ ہونے کی صورت میں زید سے یہ قسم لی جائے گی کہ اس نے رقم وصول نہیں کی، اگر زید قسم کھالیتا ہے تو آپ پر لازم ہو گا کہ زید کو قرض کی ادائیگی کریں۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرتا ہے تو اب آپ پر ادائیگی کرنا شرعاً لازم نہ ہو گا۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”دائن نے دَین کا دعویٰ کیا، مدیون کہتا ہے کہ میں نے اتنے روپے تمہارے پاس بھیج دیے تھے یا فلاں شخص نے بغیر میرے کہنے کے دَین ادا کر دیا، مدیون کی یہ بات مسموع ہو گی اور دائن پر حلف دیا جائیگا۔“ (بہار شریعت، 2/1024)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

پکنک کی بچی ہوئی رقم خود رکھ لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ میں نے اپنے دوستوں سے برابر برابر پیسے جمع کیے اور خود بھی پیسے ملائے اور ان پیسوں سے سب کے لیے فارم ہاؤس بک کروایا، سواری اور کھانے وغیرہ کا ایک جیسا انتظام کیا لیکن آخر میں کچھ پیسے بچ گئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ بچے ہوئے پیسے میں خود رکھ سکتا ہوں یا اپنے دوستوں کو واپس کرنے ہوں گے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں ان بچے ہوئے پیسوں میں سے جو باقی دوستوں کے پیسے ہیں وہ آپ کے لیے خود رکھنا جائز نہیں بلکہ آپ کے پاس وہ پیسے امانت ہیں، چونکہ تمام دوستوں نے برابر برابر پیسے دیئے تھے تو آپ پر لازم ہے کہ ان کے بچے ہوئے پیسے انہیں برابر برابر لوٹا دیں کیونکہ آپ اپنے دوستوں کی طرف سے فارم ہاؤس بک کروانے، کھانے اور سواری وغیرہ کا انتظام کرنے کے وکیل تھے اور وکیل ان چیزوں کے جتنے پیسے ادا کرے گا اتنے ہی مؤکل (یعنی وکیل بنانے والے) کے حق میں نافذ ہوں گے، اور وکیل چونکہ امین ہوتا ہے تو مؤکل کے دیئے ہوئے پیسوں میں سے جو بچ جائیں وہ بھی وکیل کے پاس امانت ہوتے ہیں جسے وہ خود نہیں رکھ سکتا بلکہ مؤکل کو واپس لوٹانا لازم ہوتا ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”وکالت کے یہ معنی ہیں کہ جو تصرف خود کرتا، اُس میں دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دینا۔“ (بہار شریعت، 3/974)

اور لکھتے ہیں: ”وکیل یا مضارب کو جو مال دیا جاتا ہے وہ امانت ہے۔“ (بہار شریعت، 3/711)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے آنسو

مولانا عدنان احمد عطّاری مدنی*

اَنبیا ورُسُل علیہمُ الصلوۃ والسلام کے بعد سب سے افضل، مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال 22 جُمادَی الاُخریٰ 13 ہجری مطابق 22 اگست 634 عیسوی بروز پیر کو ہوا، آپ جہاں بے شمار عمدہ اوصاف کے مالک تھے وہیں نرم دل بھی تھے۔ اس ضمن میں 6 واقعات ملاحظہ کیجئے:

1 تلاوت سن کر آبدیدہ ہو گئے

جب سورت ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ نازل ہوئی تو سورت سُن کر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: اے ابو بکر کیوں رورہے ہو؟ عرض کی: یارسولَ اللہ! اس سورت نے مجھے رُلادیا ہے۔[1]

مِرے اَشک بہتے رہیں کاش ہر دم
ترے خوف سے یاخدا یاالٰہی[2]

2 ہر نعمت پر پوچھ گچھ ہونے کے ڈر نے رُلادیا

ایک دن نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر کپڑا باندھا ہوا تھا اسی حالت میں باہر تشریف لائے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی طرف آرہے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حبیبِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سلام کیا، حبیبِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے ابو بکر! کس وجہ سے باہر آئے ہو؟ آپ نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا، حبیبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! جس وجہ سے تم باہر آئے ہو میں بھی اسی وجہ سے باہر آیا ہوں، پھر یہ دونوں حضرات چلتے ہوئے ایک دیوار کے پاس پہنچے جس کی دوسری جانب کھجوروں کا باغ تھا وہاں کچی سبز کھجوریں گری ہوئی تھیں جنہیں بھیڑ بکریوں نے بھی نہ کھایا تھا، ان دونوں مقدس حضرات نے ان کھجوروں کو کھایا[3] اور پانی پی لیا، ابھی بھوک ختم نہ ہوئی تھی کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اس کھانے کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا، یہ سُن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زار و قطار روئے پھر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! کیا مجھ سے ان کچی اور ہری کھجوروں کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کی جائے گی جن کو بھیڑ بکری بھی کھانا پسند نہیں کرتے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! یہ بھی اللہ کریم کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔[4]

ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یاالٰہی[5]

3 شفقتِ مصطفےٰ دیکھ کر اشکبار ہو گئے

ایک مرتبہ نبیِّ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کسی کے مال نے مجھے کبھی بھی اتنا نفع نہیں دیا جتنا نفع مجھے ابو بکر کے مال نے دیا ہے، یہ کلمات سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں اور میرا مال آپ کا ہی ہے ایک روایت کے مطابق

*سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

روتے ہوئے یہ کلمات عرض کئے: اللہ نے مجھے جو ہدایت اور بلندی عطا فرمائی ہے وہ آپ ہی کے ذریعے اور وسیلے سے ملی ہے۔[6]

لُٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا[7]

4 سفید بالوں کو دیکھ کر آنسو گرنے لگے

ایک مرتبہ رسولِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کاشانۂ اقدس میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تشریف فرما تھے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک داڑھی میں سفید بالوں کو دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق کے آنسو نکل آئے پھر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! بڑھاپا آپ کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:[8] ہاں ایسا ہی ہے! سُورَۂ ھُود اور اس جیسی سُورَۂ وَاقِعَہ، سُورَۂ قَارِعَہ، سُورَۂ تَکْوِیْر اور سُورَۂ مَعَارِج نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔[9]

جو کوئی ان کے غم میں آنسو بہا رہے ہیں
جینے کا لُطف ایسے عُشّاق پا رہے ہیں[10]

5 جسمِ اقدس پر نشانات دیکھ کر آنسو ٹپکنے لگے

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس (سخت) گھاس (کے ریشوں) سے بنی ہوئی ایک چارپائی تھی جس پر ایک سیاہ چادر بچھی رہتی تھی ایک مرتبہ حبیبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس پر آرام کررہے تھے، اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے، دونوں حضرات کو دیکھ کر نبیِّ کریم سیدھے بیٹھ گئے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پہلو مبارک پر (بستر کی کھردراہٹ کی وجہ سے) نشانات بن گئے تھے یہ دیکھ کر دونوں حضرات رونے لگے، مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: تم دونوں کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی: یارسولَ اللہ! رونے کی وجہ یہ ہے کہ اس بستر کے کھردرا ہونے کی وجہ سے آپ کے پہلو مبارک پر نشان بن گئے اور قیصر و کسریٰ[11] نرم ملائم ریشم و دیباج کے بستر پر آرام کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: قیصر و کسریٰ کا انجام و بدلہ آگ ہے اور اس بستر کا بدلہ جنت ہے۔[12]

ہے چٹائی کا بچھونا کبھی خاک ہی پہ سونا
کبھی ہاتھ کا سرہانا مَدنی مدینے والے
تِری سادَگی پہ لاکھوں تِری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلام عاجزانہ مَدنی مدینے والے[13]

6 حضرت بلال کی بات سن کر آنکھیں بھر آئیں

حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہ عنہ نے حضرت بلال رضیَ اللہ عنہ کو پانچ اوقیہ (یعنی دو سو درہم کے بدلے) ایک کافر امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا تھا، خلافتِ صدیقی میں حضرت بلال شام روانہ ہونے لگے تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو روکنا چاہا لیکن حضرت بلال نے عرض کی: اگر آپ نے مجھے اس لئے آزاد کیا تھا کہ آپ مجھے اپنا خزانچی و منتظم بنائیں گے تو بنالیں، اور اگر اللہ پاک کیلئے آزاد کیا تھا تو مجھے جانے دیجئے کہ میں اللہ پاک کے لئے عمل کرتا رہوں، یہ سن کر آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں، پھر فرمانے لگے: میں نے تمہیں (خزانچی بنانے کے لئے آزاد نہیں کیا تھا) بلکہ رضائے الٰہی کے لئے آزاد کیا تھا۔[14]

نہ پوچھو کہ بندے تو کیا چاہتا ہے
فقط ایک تیری رضا چاہتا ہے[15]

اللہ کریم کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) موسوعہ ابن ابی دنیا، الرقۃ والبکاء، 3 / 184 (2) وسائل بخشش، ص105 (3) یاد رکھئے کہ کسی کی یوں گری ہوئی کھجوریں یا دیگر چیزیں اٹھانے کی ہر جگہ اجازت نہیں ہوتی، جس جگہ یہ عرف ہو کہ درختوں سے گرے ہوئے پھل وغیرہ جانور کھالیں یا کوئی اٹھا لے تو مالک کوئی اعتراض نہیں کرتا تو اجازت ہے، وگرنہ پوچھنا لازمی ہے، اس روایت میں ذکر کردہ باغ کی یقیناً یہی صورت ہوگی کہ گری ہوئی کھجوریں کوئی بھی اٹھا سکتا ہے۔ (4) الزہد للمعافی الموصلی، ص314، رقم:241 (5) وسائل بخشش، ص105 (6) فضائل الصحابۃ لاحمد، ص78، حدیث:25، 27 (7) ذوق نعت، ص77 (8) غالباً یہ اس وجہ سے فرمایا کہ ان سورتوں میں قیامت کے احوال، ہولناکیاں، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے، جزا اور حساب کا بیان ہے۔ (9) مختصر قیام اللیل للمروزی، ص144 (10) وسائل بخشش، ص296 (11) اس زمانے میں روم کے بادشاہ کا لقب "قیصر" اور فارس (ایران) کے بادشاہ کا لقب "کسریٰ" ہوا کرتا تھا۔ (12) صحیح ابن حبان، 2 / 44، حدیث:702-معجم اوسط، 4 / 356، حدیث:6228 (13) وسائل بخشش، ص42 (14) مصنف ابن ابی شیبہ، 17 / 251، حدیث:33002 (15) قبالہ بخشش، ص291۔

کم سِن صحابۂ کرام

حضرت سعید بن عاص رضی اللہُ عنہ اور حضرت عبدُاللہ بن ثَعلَبَہ رضی اللہُ عنہما

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

کم عمری میں جن خوش نصیب بچوں کو اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صحابی ہونے کا شرف ملا اُن میں حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبدُ اللہ بن ثَعلَبَہ رضی اللہُ عنہما بھی شامل ہیں، آیئے! ان کے بچپن کی مختصر سیرت پڑھ کر اپنے دِلوں کو محبتِ صحابۂ کرام سے روشن کرتے ہیں۔

حضرت عبدُ اللہ بن ثَعلَبَہ رضی اللہُ عنہما

آپ رضی اللہُ عنہ کی ولادت ایک قول کے مطابق ہجرت سے 4 سال پہلے ہوئی، آپ حضرت ثَعلَبَہ بن صُعیر رضی اللہُ عنہ کے بیٹے ہیں۔[1]

حُضور نے چہرے پر ہاتھ پھیرا آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فتحِ مکہ کے سال میرے چہرے پر اپنا دستِ شفقت پھیرا۔[2]

رواياتِ احادیث آپ سے کئی احادیث مبارکہ بھی مروی ہیں۔[3]

صدقۂ فطر کی مقدار ایک روایت میں آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عیدُ الفطر سے دو دن پہلے لوگوں کے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایک صاع گندم دو افراد کی طرف سے، یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو ہر آزاد، غلام، چھوٹے اور بڑے کی طرف سے ادا کرو۔[4]

وصال حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ رضی اللہُ عنہ ایک قول کے مطابق تقریباً 14 سال کے تھے، آپ رضی اللہُ عنہ نے 93 سال کی عمر میں سِن 89 ہجری میں مدینۂ منورہ میں وفات پائی۔[5]

حضرت سعید بن عاص رضی اللہُ عنہ

آپ رضی اللہُ عنہ کی ولادت ہجرت کے سال یا سِن 1 ہجری میں ہوئی، مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ نے قراٰنِ کریم جمع کرنے والوں میں آپ کو بھی منتخب فرمایا تھا۔[6]

رواياتِ احادیث آپ سے کئی احادیث مبارکہ بھی مروی ہیں۔[7]

بڑے بھائی کا حق ایک روایت میں آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کا حق ایسا ہے جیسے باپ کا حق اولاد پر۔[8]

وصال حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ رضی اللہُ عنہ تقریباً 9 سال کے تھے، آپ رضی اللہُ عنہ نے سِن 59 ہجری میں مدینۂ منورہ سے تین میل کی مسافت پر مقام عَرصَہ میں وفات پائی اور آپ کی تدفین جنّتُ البقیع میں کی گئی۔[9]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 3/12 (2) بخاری، 3/107، حدیث: 4300 (3) تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، 5/275 (4) مسند احمد، 9/167، حدیث: 23724 (5) مستدرک، 4/320، حدیث: 5265- اکمال تھذیب الکمال، 7/271 (6) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 2/183 (7) اسد الغابہ، 2/461 (8) شعب الایمان، 6/210، حدیث: 7929- مشکاۃ المصابیح، 2/209، حدیث: 4946 (9) سیر اعلام النبلاء، 4/518، 520- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 2/185۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

امیرِ اہلِ سنت کی معاشی زندگی اور دیانت داری

مولانا صفدر علی عطّاری مَدَنی*

رزقِ حلال کمانا انبیائے کرام علیہمُ السّلام اور سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے، خود تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی تجارت کے ذریعے رزقِ حلال کمایا اور کئی احادیثِ مبارکہ میں اپنے امتیوں کو رزقِ حلال کمانے کی ترغیب بھی ارشاد فرمائی۔ چنانچہ ایک حدیثِ پاک میں ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: رزقِ حلال کی تلاش فرائض کی ادائیگی کے بعد ایک فرض ہے۔[(1)]

شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کی زندگی کے دیگر پہلوؤں کی طرح معاشی پہلو بھی بہت صاف ستھرا اور سبق آموز ہے۔

کاروبار میں دیانت

کاروبار میں دیانت بہت ضروری ہے، آج ہم دیکھتے ہیں کہ کاروبار میں لوگ جھوٹ بولتے ہیں، دھوکے دیتے ہیں، عیب دار چیزیں بیچتے ہیں لیکن امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کا انداز کیا کمال ہوتا تھا چنانچہ ایک مدنی مذاکرے کے دوران آپ نے فرمایا کہ ایک دور ایسا تھا کہ ”میں کھوپرے کا تیل بوتلوں میں بھر کر بیچتا تھا، وہ تیل ایسے مُلک سے آتا تھا جہاں کھوپرا بکثرت ہوتا ہے، وہ تیل Pure (خالص) اور Super quality (عُمدہ معیار) کا کہلاتا تھا۔ جس دُکاندار سے میں وہ تیل خرید تا تھا وہ بارِیش، عاشقِ رسول اور اچھا آدمی تھا، اُس سے میری دُعا سَلام اچّھی ہوگئی تھی۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ ”کیا یہ تیل 100 فیصد خالص ہے؟ اِس میں بالکل کچھ نہیں ملا ہوا؟“ تو اُس نے مجھے ایک تحریر دکھائی جو اُسی تیل کے ساتھ باہر سے آئی تھی، اُس پر لکھا تھا کہ ”اِس میں دو فیصد عَرق (2 Percent Essence) ڈالا گیا ہے تاکہ تیل کا معیار (Quality) برقرار رہے۔“ اِس کے بعد جب میں وہ تیل بیچتا تھا تو خریدنے والے کو بتادیتا تھا کہ ”اِس میں اِتنا Essence ڈَلا ہوا ہے۔“

مجھے ڈر لگتا تھا کہ کہیں خالص بول کر آخرت میں پھنس نہ جاؤں، کیونکہ وہ 100 فیصد خالص نہیں تھا۔ اگر آپ بھی اِس طرح گاہک کو بتادیں گے تو وہ چیز چھوڑے گا نہیں، بلکہ ایک لینی ہوگی تو دو لے کر جائے گا اور اُس کا دِل آجائے گا کہ ”اِس کا کاروبار کتنا کھرا ہے کہ اِس طرح بول رہا ہے۔“ لوگ سمجھتے ہیں کہ سچ بتانے سے گاہک ٹُوٹ جائیں گے یا سچّائی کا زَمانہ نہیں ہے، حالانکہ یہ اُن کی بھول ہے، سچّائی کا زمانہ کل بھی تھا، آج

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دینی کاموں کی تحریرات، المدینۃ العلمیہ فیصل آباد

بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ سچّائی کا زمانہ ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی سچّے ختم ہوتے ہیں۔ اگر ہم سچّے بن جائیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ مدینہ مدینہ ہو جائے گا۔ ایسا کاروبار چمکے گا کہ سنبھالا نہیں جائے گا۔[2]

کام کاج کے ساتھ ساتھ نماز کا لحاظ

امیرِ اہلِ سنّت ایک کارخانے پر کام کرتے تھے اور پھر وہیں سے سامان لے کر سائیکل پہ لاد کر دوسری جگہوں پہ سپلائی بھی کرتے تھے، نیز ساتھ ہی ان دنوں نور مسجد (کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی) میں امامت بھی فرماتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نماز کے لئے وقت پر پہنچوں اس لئے میں کچھ منٹ جلدی نکل جاتا تھا اور پھر نور مسجد میں نماز پڑھاتا تھا۔[3]

نماز کے لئے علیحدہ لباس

کام کے ساتھ ساتھ نماز کی ادائیگی اور پھر نماز کا اکرام بھی مدّ نظر رکھنا، یہ بھی امیرِ اہلِ سنّت کی سیرت کا کمال حصہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں نے عام طور پر کام کے لئے الگ کپڑے رکھے ہوئے تھے، کام سے فارغ ہو کر نماز کے لئے صاف کپڑے پہن کر نکلتا کیونکہ کارخانے میں کپڑے میلے ہو جاتے تھے اور کام والے میلے کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی یعنی ناپسندیدہ ہے۔ ہم دنیا میں کسی معزز شخص کے پاس جاتے ہوئے لباس کے معاملے میں کس قدر احتیاط سے کام لیتے ہیں کہ وہ صاف ستھرا اور خوبصورت ہو تو پھر اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوتے وقت ہمارا لباس کیسا ہونا چاہئے اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں لہٰذا صاف ستھرا لباس ہو، خوشبو لگی ہوئی ہو اور مُعطّر ہو کر ادب کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوں۔[4]

عطّار کیسے بنا؟ اور عطر کا کاروبار

امیرِ اہلِ سنّت کو عطّار کیوں کہا جاتا ہے اس کا پسِ منظر کچھ یوں ہے کہ آپ عطر کا کاروبار کرتے تھے اس لئے خود ہی اپنا تخلص عطّار رکھ لیا۔[5]

کاروبار میں بھی مقدسات کا ادب

عطر کے کام کے دوران کسی نے اگربتی کے کاروبار کا ذہن دیا تو آپ نے "قادری اگربتی" کے نام سے اپنی برانڈ کا آغاز کیا اور "قادری اگربتی" پرنٹڈ پیکٹ (Printed Packet) بنوائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے قادری اگربتی کا ایک کچلا ہوا پیکٹ زمین پر پڑا ہوا دیکھا تو ڈر گیا کہ کہیں غوث پاک نے پکڑ لیا کہ تجھے اپنا کاروبار چمکانے کے لیے میرا ہی نام ملا تھا؟ تو نے چند سکّوں کی خاطر میرا نام زمین پر ڈال دیا؟ تو میں کیا جواب دوں گا۔ میں یہ دیکھ کر بہت ڈر گیا اور طے کر لیا کہ اب مجھے قادری اگربتی نہیں چلانی۔ چنانچہ میں نے "قادری اگربتی" نام بدل کر "قومی اگربتی" کر دیا۔[6]

یہاں کاروباری حضرات کے لئے بھی سبق ہے کہ وہ اپنی پروڈکٹس، اپنی دکان یا بیکری کے ڈبو اور شاپرز یا چیزوں کے ریپرز پر مقدس نام یا مقدس تصاویر ہرگز نہ لکھوائیں یا بنوائیں، بہتر یہ ہے کہ پہچان کے لئے کوئی علامت (Symbol) استعمال کریں کہ اس میں بے ادبی کا امکان نہیں ہے اور اگر نام لکھوانا ضروری ہی ہو تو کم از کم مقدس نام سے گریز کریں کہ بے ادب بے نصیب با ادب بانصیب۔

محفوظ سدا رکھنا شہا! بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

---

(1) معجم کبیر، 10/74، حدیث:9993 (2) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت، 4/258 (3) امیرِ اہلِ سنت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 5 (4) امیرِ اہلِ سنت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 5 (5) دلوں کی راحت، 26 شعبان المعظم 1441ھ مطابق 19 اپریل 2020-امیرِ اہلِ سنّت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 17 (6) امیرِ اہلِ سنت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 17۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابوماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

جُمادَی الاُخریٰ اسلامی سال کا چھٹا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عظام کا وصال ہوا، ان میں سے 111 کا مختصر ذکر ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ تا 1445ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 11 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 حضرت ابوعبدالله اسود بن سریع سعدی تمیمی رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں شاعر تھے، اسلام لائے اور چار غزوات میں شریک ہوئے، آپ بصرہ کے رہنے والے تھے اور آپ نے جامع مسجد بصرہ میں سب سے پہلے اپنے بیان میں واقعات سنانے کا آغاز فرمایا۔ مشہور تابعین حضرت حسن بصری، حضرت احنف بن قیس اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرہ نے آپ سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ آپ جنگ جمل (جُمادَی الاُخریٰ 36ھ) میں شہید ہوئے۔[1]

2 حضرت حنظل بن ضرار حصین رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت پایا، پھر اسلام لائے۔ آپ نے طویل عمر پائی، انہوں نے جب جنگ جمل میں شرکت کی تو سو سال کے تھے، آپ جنگ جمل (جُمادَی الاُخریٰ 36ھ) میں ثابت قدم رہے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ فقیہ و تابعی حضرت حمید بن عبدالرحمٰن حمیری بصری نے آپ سے روایت کی ہے۔[2]

اولیائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم

3 امام ابوالحسن علی نقی ہادی عسکری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت رجب 214ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ مفتیِ اسلام، متقی و پارسا تھے، کئی عُلَمانے آپ سے استفادہ کیا، آپ 20 سال اور 9 ماہ سامراء میں مقیم رہے، آپ ہمت و شجاعت، فصاحت و بلاغت، علمیت و روحانیت اور ذہانت و فطانت سے مالا مال تھے۔ 25 یا 26 جُمادَی الاُخریٰ 254ھ کو سامراء میں آپ نے وصال فرمایا، آپ کے فرزندوں میں حضرت امام حسن عسکری، حضرت سیّد جعفر توّاب، سید جعفر مُبرقع، ابوشرف حسن، سیّد حسین، سیّد زیادہ، سیّد علی امام، سیّد محمد، سیّد یحییٰ کے اسماذکر کئے گئے ہیں۔[3]

4 محبوبِ رحمٰن حضرت مولانا شاہ ابوالغوث گرم دیوان فاروقی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت ربیع الآخر 1100ھ کو بھیرہ (نزد ولید پور، ضلع مئو، یوپی، ہند) میں ہوئی اور 25 جُمادَی الاُخریٰ 1178ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک لہرا (دھاواں شریف، غازی پور، یوپی، ہند) میں مرجع خاص وعام ہے، آپ ایک علمی گھرانے کے چشم وچراغ، عالمِ دین، شیخِ طریقت، حضرت سیّد فتح محمد چشتی الٰہ آبادی کے خلیفہ اور صاحبِ کرامت تھے۔[4]

5 شیخ العالم حضرت سیّد منور علی شاہ عمر دراز الٰہ آبادی بغدادی رحمۃُ اللہِ علیہ کا نسب دوواسطوں (شیخ عبداللہ اور شیخ عثمان) کے ذریعے شیخ الشیوخ حضرت جنید بغدادی رحمۃُ اللہِ علیہ سے مل جاتا ہے، آپ کی ولادت 11 رمضان 491ھ کو ہوئی۔ آپ مرید اور خادم خاص حضور غوث اعظم ہیں اور نسبی طور پر پیر زادے بھی۔ 42 سال بارگاہ غوثیہ بغداد میں رہے۔ وصالِ غوث پاک کے بعد آپ حضرت سیّد کبیر الدین شاہ دولہ احمد آبادی کی صحبت میں 16 سال

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

رہے اور انہیں کے ساتھ ہند تشریف لائے، شاہ دولہ نے ان کی تربیت فرمائی اور 587ھ میں خلافت سے نواز کر الٰہ آباد روانہ فرما دیا۔ آپ نے 708 سال کی طویل عمر پاکر 4 جُمادَی الاُخریٰ 1199ھ کو وصال فرمایا۔ تدفین محلہ ہمت گنج (چھوٹا بغداد)، الٰہ آباد، یوپی، ہند میں ہوئی۔[5]

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام

6 شیخ الاسلام حضرت ابو اسحاق ابراہیم فیروزآبادی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 393ھ میں فیروزآباد (صوبہ فارس) ایران میں ہوئی اور 21 جُمادَی الاُخریٰ 476ھ کو بغداد میں وصال فرمایا، تدفین باب ابرز بغداد عراق میں ہوئی۔ آپ فقہ شافعی کے مجتہد، امیرُ المؤمنین فی الفقہ، مصنفِ کتبِ کثیرہ، اخلاقِ حسنہ سے متصف، فصاحت و بلاغت کے جامع اور مدرس مدرسہ نظامیہ بغداد تھے۔ النکت فی المسائل المختلف آپ کی علمی یادگار ہے۔

7 علامہ نواب خاں افغانی نقشبندی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ضلع پشاور کے علاقے لَونی میں تقریباً 1229ھ میں ہوئی، عربی و فارسی کتب کی تعلیم وہیں حاصل کی، پھر لکھنؤ اور رامپور آگئے، علومِ منطق و فلسفہ مجاہدِ جنگِ آزادی علّامہ فضلِ حق خیر آبادی سے حاصل کئے، دہلی میں دورۂ حدیث شریف کیا، فنِ طب کی تحصیل حکیم امام الدین دہلوی سے کی، فراغت کے بعد لکھنؤ میں مطب قائم کیا، اس میں شہرت حاصل ہوئی اور ولی عہد ریاست رامپور نواب کلب علی کے استاذ مقرر ہوئے۔ بھوپال میں مطب کرتے رہے۔ آخر کار مکہ معظمہ ہجرت کرگئے، وہاں حفظِ قراٰن کی سعادت حاصل کی اور وہاں مطب قائم کیا، اہلِ ہند کے اصرار کے باوجود واپس نہ آئے۔ خواجہ علّامہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی سے بیعت کا شرف پایا، شیخ ابراہیم رشیدی خضروی سے خلافت حاصل کی۔ جُمادَی الاُخریٰ 1309ھ کو مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا اور یہیں تدفین ہوئی۔[7]

8 شمسُ العلماء حضرت علّامہ ظہور الحسین مجددی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1274ھ میں ہوئی اور وصال 22 جُمادَی الاُخریٰ 1342ھ کو رامپور (یوپی، ضلع لکھنؤ) ہند میں ہوا۔ آپ علومِ عقلیہ و نقلیہ میں ماہر، صدر مدرس دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، بشمول مفتیِ اعظم ہند سینکڑوں علما کے استاذ اور کئی دَرسی کتب کے مُحشّی ہیں۔[8]

9 استاذُ العلماء حضرت مولانا کاظم علی عزیزی مصباحی بستوی رحمۃ اللہ علیہ فاضل الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، ہند، ذہین و فطین مدرس، جید عالمِ دین، کثیر المطالعہ، ہر دل عزیز اور پرہیزگار و متقی تھے۔ آپ کی پیدائش 1350ھ موضع دیوریا، خلیل آباد، بستی، یوپی، ہند کے دینی خاندان میں ہوئی۔ مختلف دارُ العلوم میں تقریباً 37 سال تدریس فرماکر 9 جُمادَی الاُخریٰ 1412ھ کو وصال فرمایا، تدفین ناریل واڑی قبرستان بمبئی، ہند میں کی گئی۔[9]

10 مجاہد تحریک عقیدۂ ختمِ نبوت حضرت مولانا سیّد محمد علی رضوی حسنی الوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1332ھ کو الور، راجستھان، ہند میں ہوئی اور 11 جُمادَی الاُخریٰ 1429ھ کو حیدرآباد سندھ میں وصال فرمایا، تدفین درگاہ حضرت عبد الوہاب شاہ جیلانی میں کی گئی۔ آپ جید عالمِ دین، فاضل دارُ العلوم حزبُ الاحناف لاہور، مرید و خلیفہ حجۃ الاسلام، لاہور، دہلی اور حیدرآباد کی مساجد کے امام و خطیب، بانی جامع مسجد نور محلہ پنجرہ پول حیدرآباد، ممبر قومی اسمبلی اور شیخ تصوف دارُ العلوم احسنُ البرکات حیدرآباد تھے۔ آپ کو شبیہ غوثِ اعظم سیّد علی حسین اشرفی اور شہزادۂ غوثُ الوریٰ حضرت سیّد طاہر علاؤ الدین گیلانی نے بھی خلافت عطا فرمائی۔[10]

11 حضرت علّامہ مفتی محمد علیمُ الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1361ھ کو ہوئی اور 17 جُمادَی الاُخریٰ 1440ھ کو وصال فرمایا۔ آپ اہلِ سنّت کے ثقہ عالمِ دین اور دارُ العلوم سلطانیہ کالا دے شریف جہلم سٹی کے مدرس تھے، آپ نے تدریس کے ساتھ کئی قلمی کام بھی کئے ہیں، آپ کی سبل الہدیٰ والرشاد مترجم، سیرتِ سیّدُ الانبیاء مترجم سمیت دس کتب شائع ہوچکی ہیں، آپ مؤرخ و مفسر حضرت علّامہ مفتی جلالُ الدّین قادری (بانی جامعہ اسلامیہ کھاریاں ضلع گجرات، پنجاب) کے شاگرد اور چھوٹے بھائی ہیں۔[11]

---

(1) معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، 1/255 (2) الاصابہ، 2/155 (3) تاریخ بغداد، 12/56 - اہل بیت کے امام، ص372 تا 416 (4) تذکرہ علمائے بھیرہ ولید پور، ص63 تا 68 (5) سوانح حیات منور علی شاہ، ص6 تا 10، 29، 30 (6) سیر اعلام النبلاء، 14/7 تا 12 (7) تذکرہ کاملان رامپور، ص422 تا 424 (8) ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ، ص417 تا 419 (9) تذکرہ علامہ عبد الرؤف بلیاوی، ص113 تا 120 (10) حیات امام المحدثین، ص38، 39 (11) فتاویٰ دیداریہ، ص16، 17، کتبۂ تربت۔

بُزرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

مولانا ابو شیبان عطّاری مَدَنی*

باتوں سے خوشبو آئے

﴿ اپنا انداز اپنی حیثیت کے مطابق رکھو ﴾

اپنی ضرورت و حاجت کا مطالبہ ضرورت مند کے انداز میں ہی کیا کرو، نہ کہ حاکمانہ انداز میں۔

(فرمانِ حضرت ذُوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ)

(طبقات الصوفیہ للسلمی، ص33)

﴿ بُروں سے دوستی باعثِ بدنامی ہے ﴾

جس طرح بُرائی کے اڈوں پر جانے والا بھی موردِ الزام ہوتا ہے ایسے ہی جو شخص بُرائیاں کرنے والے سے دوستی رکھے وہ بھی محفوظ نہیں رہتا۔ (فرمانِ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)

(روضۃ العقلاء، ص101)

﴿ لوگوں میں محتاجی کا اظہار رُسوائی کا باعث ہوتا ہے ﴾

جب تم ضرورت مند و محتاج ہو تو اپنی محتاجی و غربت کو اپنے اور لوگوں کے درمیان مت رکھو، اپنے اور اپنے رَبّ کے درمیان رہنے دو تاکہ تم لوگوں کی نظر میں ذلیل نہ ہو۔

(فرمانِ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ)

(تنبیہ المغترین للشعرانی، ص312)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

﴿ ترکِ نماز نعمتوں کی ناشکری ہے ﴾

ترکِ نماز سخت کفرانِ نعمت و ناشکری ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، 5/106)

﴿ عُلَما پر نکتہ چینی مت کیجئے ﴾

یہ بھی یاد رکھنا فرض ہے کہ حقیقۃً عالمِ دین ہادیِ خلق سُنّی صحیح العقیدہ ہو عوام کو اُس پر اعتراض اُس کے افعال میں نکتہ چینی اس کی عیب بینی حرام حرام حرام اور باعث سخت محرومی اور بد نصیبی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 8/98)

﴿ زیادہ کھانا عبادت سے محرومی کا سبب ہے ﴾

پیٹ بھر کر قیامِ لَیل کا شوق رکھنا بانجھ سے بچہ مانگنا ہے، جو بہت کھائے گا بہت پئے گا، جو بہت پئے گا بہت سوئے گا، جو بہت سوئے گا آپ ہی یہ خیرات و برکات کھوئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، 7/89)

عطّار کا چمن کتنا پیارا چمن!

﴿ اپنے کردار سے مستقبل کے معماروں کو سنواریں ﴾

عجز و انکسار اگر ہمارے اندر ہو گا تو ظاہر ہے کہ ہمارے اطراف میں بھی اس کی برکتیں ظاہر ہوں گی اور لوگ یہ سیکھیں گے، ہمارے بچے بھی سیکھیں گے۔ (مدنی مذاکرہ، 3 ذوالقعدۃ الحرام 1445ھ)

﴿ محبت و نفرت صرف اللہ و رسول کے لئے ﴾

دینِ اسلام محبتوں کا درس دیتا ہے، نفرتیں مٹاتا ہے، ہماری نفرت صرف اس سے ہو جو اللہ و رسول کا دشمن ہو، جو اللہ و رسول کے راستے اور قراٰن و حدیث کے عقائد سے دور کرتا ہو۔ (مدنی مذاکرہ، 3 ذوالقعدۃ الحرام 1445ھ)

﴿ عزّت ملنے پر گھمنڈ مت کرو ﴾

کبھی بھی آدمی پھولے نہیں، اپنے رب کو بھولے نہیں کہ جس رب نے عزت دی ہے اگر تمہارے تکبر کرنے کے سبب وہی تمہاری عزت لے لے تو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔ (مدنی مذاکرہ، 3 ذوالقعدۃ الحرام 1445ھ)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

مرغی کا گوشت

مولانا احمد رضا عطاری مدنی*

حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غذاؤں میں مرغی کا گوشت بھی شامل ہے۔ مرغی کے گوشت میں اعلیٰ قسم کی غذائیت ہوتی ہے اسی وجہ سے یہ ایک پسندیدہ غذا ہے۔ لذت اور آسانی سے دستیاب ہونے کی وجہ سے یہ دنیا بھر میں مقبول اور عام غذا بن چکی ہے جو تقریباً ہر ایک معاشرے اور ثقافت میں خوراک کا حصہ ہے۔ اس کا گوشت نسبتاً نرم و ملائم ہوتا ہے۔ اسے عربی میں "لَحمُ الدَّجَاجَةِ" کہا جاتا ہے۔ گوشت کی طرح مرغی کے انڈے بھی دنیا بھر میں مقبول غذا کا درجہ رکھتے ہیں۔

مرغی کے گوشت کا مزاج و تاثیر جوان مرغی کا گوشت پہلے درجے کے آخر میں گرم اور رطوبت اعتدال کے ساتھ رکھتا ہے۔ جبکہ مرغے کے گوشت میں گرمی مرغی سے کم اور خشکی زیادہ ہوتی ہے۔[1]

مرغی کے گوشت سے متعلق احادیث کئی احادیثِ مبارکہ میں مرغی کے گوشت کا ذکر آیا ہے۔ آیئے! ان میں سے چند احادیثِ کریمہ ملاحظہ کیجئے:

1 ایک صحابی کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت تھا اور ہم لوگوں میں ایک سرخ رنگ کا آدمی تھا، وہ کھانے کے قریب نہیں آیا تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ قریب آؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مرغی کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔[2]

2 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ انہوں نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مرغ کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔[3]

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرغ کھانا تقویٰ کے خلاف نہیں، اللہ پاک دے تو اعلیٰ نعمتیں بھی کھانی چاہئیں مگر اپنے آپ کو مزیدار غذاؤں کا عادی نہیں بنانا چاہئے بلکہ اپنی طبیعت کو ہر طرح کا عادی رکھنا چاہئے۔[4]

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ شعبہ پیغاماتِ عطار المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

3 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی مرغی کو کھانے کا ارادہ فرماتے، تو اس کو باندھنے کا فرماتے، پہلے اسے چند روز باندھا جاتا، پھر ذبح کر کے اسے تناول فرماتے۔[5]

یہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طبیعتِ مبارکہ کی نفاست و پاکیزگی تھی۔ باندھے رکھنے کا مقصد یہ ہوتا کہ اگر وہ مرغی کوئی گندگی وغیرہ کھاتی ہو تو اس کا اثر ختم ہو جائے اور اس کے گوشت سے بُو ختم ہو جائے۔ بعض جانور جیسے بکری، گائے، مرغی وغیرہ کچرا گندگی کھانے لگتے ہیں تو اگر کبھی ایسا جانور رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں آتا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس سے اجتناب فرماتے یہاں تک کہ وہ ستھرا چارہ کھانے لگ جاتا (اور اس کے گوشت سے گندگی کا اثر ختم ہو جاتا)۔[6]

بہارِ شریعت میں اس حوالے سے لکھا ہے کہ بعض گائیں، بکریاں غلیظ کھانے لگتی ہیں ان کو جَلّالہ کہتے ہیں اس کے بدن اور گوشت وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس کو کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بدبو جاتی رہے ذبح کر کے کھائیں اسی طرح جو مرغی غلیظ کھانے کی عادی ہو اسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کر کے کھائیں۔ جو مرغیاں چھوٹی پھرتی ہیں ان کو بند کرنا ضروری نہیں جبکہ غلیظ کھانے کی عادی نہ ہوں اور ان میں بدبو نہ ہو ہاں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی بند رکھ کر ذبح کریں۔ بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اس میں ایسی سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لئے بدبودار ہو جاتا ہے اس کا بھی حکم وہی ہے جو جلالہ کا ہے کہ اگر اس کے گوشت سے بدبو دفع ہو گئی تو کھا سکتے ہیں ورنہ مکروہ و ممنوع۔[7]

مرغی کے گوشت کے فوائد

طبی ماہرین مرغی کے گوشت کو ایک صحت بخش غذا مانتے ہیں۔ اس کے چند فوائد ملاحظہ کیجئے:

- مرغی کا گوشت پروٹین سے بھرپور ہوتا ہے جو جسم کی نشوونما، ہڈیوں اور پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے۔
- مرغی کے گوشت میں پروٹین وافر اور کولیسٹرول بہت کم ہوتا، اسی وجہ سے یہ بھوک کو قابو میں رکھتا اور وزن کو کم کرتا ہے نیز تمام عمر کے افراد کے لیے موزوں غذا ہے۔
- مرغی کا گوشت دل کی صحت کے لیے بہت مفید ہے۔
- اس گوشت میں موجود وٹامن جسم کی قوتِ مدافعت کو مضبوط بنانے میں مدد کرتا ہے اور جسم کو بیماریوں سے لڑنے کی صلاحیت فراہم کرتا ہے۔
- اس کا گوشت کولیسٹرول کی سطح کو کنٹرول میں رکھنے اور دل کی بیماریوں کے خطرے کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔
- مرغی کے گوشت میں فاسفورس اور کیلشیم موجود ہوتا ہے جو ہڈیوں اور دانتوں کو مضبوط بنانے میں مدد کرتا ہے۔
- مرغی کے گوشت میں موجود وٹامن اور کولین دماغی صحت کے لئے بہت اہم ہیں اور حافظہ اور یادداشت کو بہتر بناتے ہیں۔[8]

نوٹ مضمون کے تمام فوائد و مندرجات گھریلو غذا سے پالی گئی مرغی کے گوشت سے متعلق ہیں۔ نیز ہر غذا یا دوا اپنے ڈاکٹر یا حکیم کے مشورے سے ہی استعمال کریں۔

---

(1) خزائن الادویہ، 3/685 (2) بخاری، 3/563، حدیث: 5518 ملخصاً (3) سبل الہدیٰ و الرشاد، 7/190 (4) مراٰۃ المناجیح، 5/663 (5) سبل الہدیٰ و الرشاد، 7/190 (6) امتاع الاسماع، 7/308 (7) بہارِ شریعت، حصہ 15، 3/325 (8) مختلف ویب سائٹ سے ماخوذ۔

سفرِ عراق (قسط:01)

مولانا عبد الحبیب عطّاری*

اَلْحمدُ لِلّٰہ مدنی قافلے کے ساتھ بغدادِ معلّٰی کا سفر نصیب ہوا، بغداد عراق کا دارُالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔ شہرِ بغداد کی سب سے زیادہ شہرت حضور غوثِ اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کی نسبت ہے، اس گاؤں کو سب سے پہلے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور عبدُ اللہ بن محمد بن علی نے شہر میں تبدیل کیا۔ خلیفہ کو اپنے فوجی لشکروں اور عام رعایا کے لئے مناسب جگہ کی جستجو تھی تو اُسے عسکری، غذائی اور آب و ہوا کے لحاظ سے بغداد کا مقام پسند آیا کیونکہ یہ ایک زرخیز میدان تھا، یہاں دریا کے دونوں جانب کھیتی تھی، اِردگرد نہروں کا ایک جال تھا، عراق کا وسط تھا اور آب و ہوا معتدل اور صحت افزا تھی۔[1] خلیفہ ابو جعفر منصور نے اپنے شہر کا نام قصر السلام (سلامتی کا شہر)[2] یا مدینۃُ السلام رکھا یہی سرکاری نام دستاویز، سِکّوں اور باٹوں پر لکھا جاتا تھا۔ بغداد کے کچھ عرفی نام بھی تھے جیسے مدینۃ ابی جعفر، مدینۃ المنصور، مدینۃ الخلفاء اور الزوراء۔[3] بغداد صدیوں سے علوم و فنون، ادب و ثقافت اور روحانیت کا مرکز رہا ہے۔

شہر بغداد کا ہمارا یہ سفر ویسے تو 9 اکتوبر 2024 کو شروع ہونا تھا مگر دنیا کے موجودہ حالات اور فلسطین کی بگڑی ہوئی صورتِ حال کے پیشِ نظر ایئر لائنز نے اپنی فلائٹس کینسل کیں، ایک دن کی تاخیر کے بعد یہ سفر 10 اکتوبر کو کراچی سے 21 اسلامی بھائیوں کے ہمراہ شروع ہوا، تین اسلامی بھائیوں نے ہمیں فیصل آباد ائیرپورٹ سے جوائن کیا، پھر مزید تین اسلامی بھائی نگرانِ شوریٰ کی ہمراہی میں شارجہ ائیرپورٹ سے ہمارے ساتھ شامل ہوئے، اب ہمارا یہ قافلہ 27 اسلامی بھائیوں پر مشتمل تھا۔ ہم اَلْحمدُ لِلّٰہ بغداد ائیرپورٹ پہنچے، زندگی میں پہلے بھی کئی بار بغداد ائیرپورٹ جانا ہوا تھا مگر اس بار ائیرپورٹ کا جو منظر تھا وہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، ہزاروں لوگ ائیرپورٹ پر موجود تھے جس کی وجہ سے لائن بڑی بے ترتیب تھی جو تاخیر کا سبب بن رہی تھی، چونکہ وہاں موجود زیادہ تر لوگ انڈین اور پاکستانی تھے تو انہیں سمجھانے اور ایک نظام کے تحت لائن بنانے کی ریکویسٹ کی، مگر پھر بھی لائن کلیئر ہوتے ہوتے ہمیں تقریباً پانچ گھنٹے ائیرپورٹ پر ہی لگ گئے۔

بہر حال اس سے فارغ ہونے کے بعد ہم بغدادِ معلی میں اپنے ہوٹل پہنچے، آرام کیا اور پھر رات کے تقریباً ایک بجے ہمیں دربارِ غوث پاک میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، الحمدُ لِلّٰہ بڑا ہی نورانی اور روحانی منظر تھا، پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کا مزار یقیناً مرجعِ خلائق اور انوار و تجلیات کی بارشوں کی جگہ ہے، الحمدُ لِلّٰہ وہاں درود و سلام پڑھنے اور حاضری دینے کا موقع ملا اور اللہ پاک کی بارگاہ میں

نوٹ: یہ مضمون مولانا عبدُ الحبیب عطّاری کے وڈیو پروگرام وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے پیش کیا گیا ہے۔

* رکنِ شوریٰ و نگرانِ مجلس مدنی چینل

آپ کے وسیلے سے دعائیں کیں۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت 470ھ جیلان میں ہوئی۔ آپ کا نام عبد القادر اور کنیت ابو محمد ہے نیز محیُّ الدین، محبوبِ سبحانی، غوثِ اعظم اور غوثِ ثقلین وغیرہ آپ کے القابات ہیں۔ آپ کے والدِ ماجِد کا نام حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ اور والدۂ ماجِدہ کا نام اُمُّ الْخیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا ہے، آپ والد کی طرف سے حَسَنی اور والِدۂ ماجِدہ کی طرف سے حُسینی سیّد ہیں۔ آپ کا وصال 561ھ میں ہوا، آپ کا مزارِ پُرانوار بغداد شریف میں ہے۔[4]

آپ کثیر الکرامات ولی کامل ہیں، حضرتِ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: شیخ عبدُ القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات حَدِّ تواتُر سے بھی زائد ہیں۔ اور اس بات پر عُلَما کا اِتّفاق ہے کہ جتنی کرامات آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر ہوئی ہیں آپ کے علاوہ کسی بھی صاحِبِ ولایت سے ظہور میں نہیں آئیں۔[5]

غوثِ پاک کے دربار پر حاضری کے بعد ہم اپنے ہوٹل میں واپس آگئے۔

حضرتِ سیّدنا امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

اگلے دن صبح کے 11 بجے ناشتہ کرنے کے بعد ہمارا یہ مدنی قافلہ مزید زیارتوں کے لئے روانہ ہوا اور الحمدُ للہ ہم نے کروڑوں حنفیوں کے پیشوا، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی۔

حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام نعمان اور والدِ گرامی کا نام ثابت ہے اور آپ کی کنیت ابو حنیفہ (اور لَقَب امامِ اعظم ہے۔) آپ 80ھ میں (کُوفہ) میں پیدا ہوئے اور 70 سال کی عُمر پاکر (2 شَعْبانُ الْمُعَظَّم) 150ھ میں وَفات پائی۔[6] اور آج بھی بغداد شریف کے قبرستان خیزران میں آپ کا مزارِ فائضُ الانوار مرجعِ خلائق ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرتے اور فیض پاتے ہیں۔[7] آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان سے ملاقات کا شَرف حاصل کیا ہے اور بعض صحابۂ کرام سے براہِ راست نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ارشادات بھی سنے ہیں۔[8] آپ مجتہد، محدث، عالَمِ اسلام کی مؤثر شخصیت، فقہِ حنفی کے بانی اور کروڑوں حنفیوں کے امام ہیں۔ اللہ پاک نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی زبردست فقہی صلاحیت سے نوازا کہ نہ صرف کروڑوں مسلمان آپ کی تقلید کرتے ہیں بلکہ لاکھوں علما و مفتیانِ دین اور اولیائے کاملین بھی آپ کی تقلید کو باعثِ اعزاز سمجھتے ہیں۔
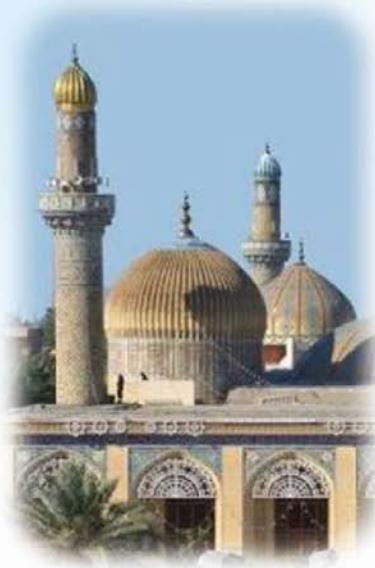
امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مہارتِ فتویٰ

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تم سے اس وقت تک بات نہیں کروں گا جب تک تم مجھ سے بات نہ کرو، ورنہ تمہیں طلاق۔ جواباً بیوی نے بھی یہی قسم کھالی۔ امامِ اعظم کے پاس یہ مسئلہ پہنچا تو آپ نے اس شخص سے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی سے گفتگو کرو، کچھ نہیں ہوگا۔ جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے فتویٰ کا علم ہوا تو (حیرت سے) کہنے لگے: کیا آپ حرام کو حلال کرتے ہیں؟ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتوے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: شوہر نے قسم کھائی تھی کہ وہ بیوی کے بولنے سے پہلے گفتگو نہیں کرے گا، یہ سُن کر بیوی نے بھی یہی قسم کھائی اور جب قسم کھائی تو اس نے شوہر سے بات کرلی، اب جب شوہر اس سے بات کرے گا تو یہ کلام

بیوی کی گفتگو کے بعد ہو گا، اس طرح کسی کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ یہ وضاحت سُن کر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے ابو حنیفہ! اللہ پاک نے آپ کے لئے علم کے وہ راستے کُشادہ فرمائے ہیں جو ہماری پہنچ سے دور ہیں۔ (9)

محترم قارئین! امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ مبارکہ کے بارے میں مزید مطالعہ کرنے کے لئے امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ "اشکوں کی برسات" پڑھئے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت سے فیضیاب ہونے کے بعد ہم حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور وہاں فاتحہ خوانی کی۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بِشر اور آپ کے والد کا نام حارث ہے، آپ کی کنیت ابو النصر اور مشہور لقب حافی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مرو میں ہوئی اور پھر بعد میں بغداد سکونت اختیار کرلی تھی، آپ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت و فیض یافتہ تھے، آپ عالم، متقی اور پرہیز گار شخص تھے، آپ کا وصال بدھ کے دن محرم کی گیارہ تاریخ کو 227ھ میں ہوا۔ (10)

سنت پر عمل کی برکت

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سنتِ رسول کی خوب پابندی فرماتے تھے، سنت پر عمل کا انعام بیان کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار خواب میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے مُشرَّف ہوا۔ آپ علیہ السّلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "اے بِشر! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ پاک نے تمہیں تمہارے ہم عَصر اَوْلیا سے زِیادہ بلند مرتبہ کیوں عطا فرمایا؟" میں نے عرض کی: "یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں اس کا سبب نہیں جانتا۔" تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میری سُنَّت کی پیروی کرتے ہو اور صالحین کی خدمت کرتے ہو اور اپنے (مسلمان) بھائیوں کی خَیر خواہی کرتے ہو، میرے صحابہ اور میرے اہلِ بیت سے مَحَبَّت کرتے ہو۔ یہی سبب ہے کہ جس نے تمہیں اَبْرار (نیک لوگوں) کی مَنازِل تک پہنچادیا ہے۔ (11)

بشر حافی کی توبہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ توبہ سے قبل بہت بڑے شرابی تھے۔ ایک مرتبہ شراب کے نشے میں دُھت کہیں جارہے تھے کہ ایک کاغذ دیکھا جس پر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" لکھا ہوا تھا۔ آپ نے تعظیماً اٹھالیا اور عطر خرید کر معطر کیا پھر اسے ایک بلند جگہ پر ادب کے ساتھ رکھ دیا۔ اسی رات ایک بُزرگ نے خواب میں سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے: "جاؤ! بِشر سے کہہ دو کہ تم نے میرے نام کو معطر کیا، اُس کی تعظیم کی اور اسے بلند جگہ رکھا ہم بھی تمہیں پاک کریں گے۔" اُن بُزرگ نے دِل میں سوچا کہ بِشر تو شرابی ہے، شاید مجھے خواب میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ چُنانچِہ اُنہوں نے وضو کیا، نفل پڑھے اور پھر سو گئے۔ دوسری اور تیسری بار بھی یہی خواب دیکھا اور یہ بھی سُنا کہ "ہمارا یہ پیغام بِشر ہی کی طرف ہے، جاؤ! اُنہیں ہمارا پیغام پہنچا دو!" چنانچِہ وہ بزرگ بشر حافی کی تلاش میں نکل پڑے۔ ان کو پتا چلا کہ وہ شراب کی محفل میں ہیں تو وہاں پہنچے اور بشر کو آواز دی۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو نشے میں بد مست ہیں؟ اُنہوں نے کہا: انہیں جاکر کسی طرح بتادو کہ ایک آدمی آپ کے نام کوئی پیغام

لایاہے اور وہ باہر کھڑا ہے۔ کسی نے جاکر اندر خبر دی۔ بشر حافی نے فرمایا: اُس سے پوچھو کہ وہ کس کا پیغام لایا ہے؟ وہ بُزرگ فرمانے لگے، اللہ پاک کا پیغام لایا ہوں۔ جب آپ کو یہ بات بتائی گئی تو جُھوم اُٹھے اور فوراً ننگے پاؤں باہر تشریف لے آئے پیغامِ حق سن کر سچّے دِل سے توبہ کی اور اُس بلند مقام پر جا پہنچے کہ مشاہدۂ حق کے غلبہ کی شدت سے ننگے پاؤں رہنے لگے۔ اسی لئے آپ حافی (یعنی ننگے پاؤں والا) کے لقب سے مشہور ہوگئے۔[12]

مجلس تحفظِ اوراقِ مقدسہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے تحت اس مجلس کا قیام کیا گیا ہے جس کا بنیادی مقصد مقدس اوراق کا تحفظ کرنا اور لوگوں کو ان کی پامالی اور بے ادبی سے بچانا ہے۔ اس عظیم جذبے کے تحت مجلس تَحفظِ اَوراقِ مُقَدَّسہ کے اسلامی بھائی مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں (مثلاً علما، ائمہ، مسجد کمیٹیاں، تاجر، دُکاندار وغیرہ) کے تعاون سے مختلف مقامات پر اَوراقِ مُقدَّسہ کے تَحَفُّظ کیلئے بکس یا بوریوں وغیرہ کی ترکیب بناتے ہیں اور مجلس کے دیئے ہوئے شرعی و تنظیمی اُصولوں کے مُطابق اَوراقِ مُقدَّسہ کو دفن، ٹھنڈا یا محفوظ کرنے کا بھرپور انتظام کرتے ہیں۔

---

(1) تاریخ طبری، 5/81- بلدان للیعقوبی، 1/11- معجم البلدان، 1/361- تاریخ یعقوبی، 1/262 (2) معجم البلدان، 1/361 (3) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 4/639، 640 (4) بہجۃ الاسرار، ص170-طبقات الکبریٰ، 1/178- سیرت غوث الثقلین، ص47 (5) نزہۃ الخاطر الفاتر، ص23 (6) تاریخ بغداد، 13/331- نزہۃ القاری، 1/219 (7) تاریخ بغداد، 13/325 (8) الخیرات الحسان، ص33 ملتقطاً (9) الخیرات الحسان، ص71 (10) طبقات الصوفیہ، ص42 (11) الرسالۃ القشیریہ، ص31 (12) تذکرۃ الاولیاء، 1/106۔

مجلس تحفظِ اوراقِ مقدسہ کی کارکردگی مختصر انداز میں ملاحظہ کیجئے

شعبہ کے کام	تعداد
عمومی باکس (Box)	138830
خصوصی باکس	805
ڈرم (Drum)	2116
اسٹور (Store)	302
کارخانے (باکس اور ڈرم تیار کرنے کے لئے)	73
قراٰن محل (مقدس اوراق محفوظ کرنے کے کنویں)	88
رکشہ / گاڑی	41
محفوظ شدہ تھیلے	27،50،340
کل مساجد و مدارس (جہاں سے کئی سالوں کے جمع شدہ مقدس اوراق وصول کرکے ٹھنڈے کئے گئے)	12225
ذیلی ذمہ داران	19481
جزوقتی ذمہ داران	9369
کل اجیر	154

آپ کے تأثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

علمائے کرام کے تأثرات

1 **مولانا محمد ممتاز عطاری مدنی** (امام وخطیب جامع مسجد عبد الغفار سرجانی ٹاؤن، کراچی): ماہنامہ فیضانِ مدینہ علمی خزانہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک تربیتی میگزین بھی ہے، اس میں مختلف موضوعات پر تربیتی مضامین اصلاحِ معاشرہ کے لئے نہایت مؤثر ہیں، ہر عمر اور ہر طبقہ کے افراد کیلئے یہ میگزین فائدہ مند ہے، اللہ پاک اس میگزین کو مزید قبولِ عام فرمائے، اٰمین۔

متفرق تأثرات وتجاویز

2 میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کا طالبِ علم ہوں اور ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی) کے واٹس ایپ گروپ میں ایڈ ہوں، گروپ میں مضمون "صحبتِ مصطفٰی کی برکتیں" وائرل ہوا، میں نے پڑھا تو بہت ہی اچھا لگا، پھر میں نے گروپ ایڈ من سے سیرتُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حوالے سے مزید لٹریچر طلب کیا۔ (طلال احمد، لاہور) 3 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا ہر عنوان ایک سے بڑھ کر ایک ہے، بالخصوص نگرانِ شوریٰ کا مضمون "فریاد" ہر عام وخاص کے لئے مفید ہے، اس سے ہمیں دین و دنیا کی بہت سی باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں۔ (اریان رضا، گوجرانوالہ، پنجاب)

4 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت پسند ہے، اس سے کافی دینی معلومات ملتی ہیں، بچوں کا ماہنامہ اور اسلامی بہنوں کا ماہنامہ بھی کافی معلوماتی ہوتا ہے۔ (حسان رضا، کراچی) 5 ماشآءَ اللہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا ہر مضمون اپنی مثال آپ ہے، لیکن "دارُ الافتاء اہلسنّت" والا مضمون ہر عام وخاص کے لئے نہایت مفید ہے۔ (بنتِ حاجی احمد، ٹنڈوالہ یار، سندھ) 6 ماشآءَ اللہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی کیا بات ہے، اس کا ہر مضمون بہت پیارا ہے، لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کے جو ٹاپک ہیں ان کی بات ہی کچھ اور ہے۔ (بنتِ دین محمد، ڈی جی خان، پنجاب) 7 ماہنامہ فیضانِ مدینہ علم کا خزانہ ہے، میں بہت شوق سے ماہنامہ پڑھتی ہوں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس کا ہر شمارہ بہت عمدہ اور تمام مضامین خوب سے خوب تر ہوتے ہیں۔ (بنتِ خالد محمود، راولپنڈی) 8 ماہنامہ فیضانِ مدینہ علمِ دین حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، اس سے ہمارے بہت سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ (بنتِ منظور عطاریہ، لاہور)

9 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا انتظار بہت شدت سے رہتا ہے، ایک ماہ کا جب مل جاتا ہے تو دوسرے ماہ کا شمارہ حاصل کرنے کے لئے بہت بے قرار رہتی ہوں کیونکہ یہ ماہنامہ میرے لئے علمِ دین سیکھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ (بنتِ خوشی محمد، ملتان)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

نئے لکھاری
(New Writers)
نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

حضرت ہُود علیہ السّلام کی قراٰنی نصیحتیں

محمد عامر بن محمد یعقوب
(درجۂ سادسہ جامعۃُ المدینہ گلزارِ حبیب سبزہ زار لاہور)

حضرت ہود علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ قراٰنِ کریم میں ان کی نصیحتوں اور ان کی قوم کے ساتھ مکالمے کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ہود علیہ السّلام نے اپنی قوم کو توحید، ایمان، نیک اعمال کی طرف بلایا اور انہیں گمراہی سے باز رہنے کی نصیحت کی۔ ان کی چند نصیحتیں درج ذیل ہیں:

توحید کی دعوت حضرت ہود علیہ السّلام نے اپنی قوم عاد کو اللہ کی وحدانیت کی طرف بلایا، جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًاؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(۶۵)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں۔ (پ8، الاعراف:65)

قومِ عاد نے رسالت کو جھٹلایا حضرت ہود علیہ السّلام نے جب اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی اور اپنے رسول ہونے کا بتایا تو قومِ عاد نے آپ کو رسول ماننے سے انکار کر دیا، چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿كَذَّبَتْ عَادُ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ(۱۲۳)ۚۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ(۱۲۴)ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ(۱۲۵)ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ(۱۲۶)ۚ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: (قومِ) عاد نے رسولوں کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ (پ19، الشعرآء:123 تا 126)

مغروری اور سرکشی سے روکا حضرت ہُود علیہ السّلام نے اپنی قوم کو سرکشی اور غرور سے روکا۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ(۱۲۹)ۚ وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ(۱۳۰)ۚ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور مضبوط محل چنتے ہو اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بیدردی سے گرفت کرتے ہو۔ (پ19، الشعرآء:129، 130)

اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی تاکید آپ نے اپنی قوم کو اللہ پاک کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی تاکید کی۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةًۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۶۹)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور کیا تمہیں اس کا اچنبھا (تعجب) ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کا جانشین کیا اور تمہارے بدن کا پھیلاؤ بڑھایا تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو کہ کہیں تمہارا بھلا ہو۔ (پ8، الاعراف:69)

اللہ کے عذاب سے ڈرایا حضرت ہود علیہ السّلام نے اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور کہا کہ اگر وہ راہِ راست پر نہیں آئیں گے تو ان پر بھی عذاب نازل ہو گا۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا

ہے: ﴿قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ(۷۰) قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ(۷۱) فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ(۷۲)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو کہا ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا کیا مجھ سے خالی ان ناموں میں جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اُتاری تو راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں تو ہم نے اُسے اور اس کے ساتھ والوں کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان والے نہ تھے۔ (پ8، الاعراف: 70 تا 72)

حضرت ہود علیہ السّلام کی نصیحتوں کو قوم عاد نے رد کر دیا تو ان کی سرکشی کے نتیجے میں اللہ پاک نے ان پر سخت عذاب نازل کیا۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا 6 چیزوں کے بیان سے تربیت فرمانا

حافظ محمد حماس
(درجہ سادسہ جامعۃُ المدینہ گلزار حبیب سبزہ زار لاہور)

اللہ پاک نے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جہاں دیگر معجزات سے نوازا وہیں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایک معجزہ یہ بھی عطا کیا گیا کہ آپ جامع الکلم تھے یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے الفاظ کم ہوتے ہیں اور ان کے معنی و مفہوم زیادہ۔ بعض احادیثِ مبارکہ میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے 6 اہم باتوں کا ذکر فرما کر مسلمانوں کی تربیت فرمائی ہے، یہ احادیث ہمارے لئے راہنمائی کا ذریعہ ہیں، آیئے! 4 احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کرتے ہیں:

1 6 حقوق المسلمین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وہ کیا ہیں: (1) جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو (2) جب وہ تمہیں دعوت دے تو قبول کرو (3) جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرو (4) جب اسے چھینک آئے اور وہ اللہ پاک کی حمد کرے تو اس کا جواب دو (5) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور (6) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو۔

(مسلم، ص919، حدیث: 5651)

2 شہید کی چھ فضیلتیں حضرت مقدام بن مَعدی کرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کے یہاں شہید کو چھ خصلتیں حاصل ہوں گی: (1) پہلی بار ہی اسے بخش دیا جائے گا (2) اسے جنّت کا ٹھکانا دکھا دیا جائے گا (3) اسے قبر کے عذاب سے امان دی جاتی ہے اور وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا (4) اس کے سَر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت موتی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہوگا (5) بہتّر (72) حوروں سے اُس کا نکاح کیا جائے گا (6) ستّر (70) قریبی رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی، 3/250، حدیث: 1669)

3 سچے مسلمان کی چھ خصلتیں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس مسلمان میں یہ چھ اوصاف ہیں وہ سچا مسلمان ہے: (1) مکمل وُضو کرنے والا (2) سخت بارش کے دن نماز کے لئے جلدی مسجد جانے والا (3) سخت گرمیوں میں کثرت سے روزے رکھنے والا (4) (جہاد میں) دشمنوں کو تلوار (ہتھیار) سے قتل کرنے والا (5) مصیبت پر صبر کرنے والا (6) حق پر ہونے کے باوجود لڑائی جھگڑا ختم کرنے والا۔ (الفردوس بماثور الخطاب، 2/326، حدیث: 3458)

4 چھ چیزوں کی ضمانت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: 1 جب بولو تو سچ بولو 2 جب وعدہ کرو تو پورا کرو 3 جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت نہ کرو 4 اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو 5 اپنی نظریں نیچی رکھو 6 اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکو۔ (مسند احمد، 37/417، حدیث:22757)

اگر ہر مسلمان ان احادیث پر عمل کرے تو ایک مثالی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے، ہمیں چاہئے کہ ان احادیث کو اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنائیں تاکہ ہم دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکیں۔ اللہ پاک ہمیں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ذورحم رشتہ داروں کے حقوق

محمد فیصل فانی بدایونی
(درجہ عالمیہ سال اول جامعۃ المدینہ پیراگون سٹی لاہور)

ذورحم یعنی قریبی رشتہ داروں کے حقوق اسلام میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ قراٰن و احادیث میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں تو معاشرے میں امن و امان اور پیار محبت کی فضا قائم ہو جائے گی۔ یہاں احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ذورحم رشتہ داروں کے 5 حقوق پیش کئے جا رہے ہیں:

1 صلہ رحمی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

(بخاری، 4/97، حدیث:5985)

2 رشتہ داروں کی مدد کرنا حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کیونکہ یہ باعث برکت ہے اور اگر کھجور نہ ہو تو پانی سے افطار کرے کیونکہ یہ پاک کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا: مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے لیکن رشتہ دار کو صدقہ دینے پر دو مرتبہ صدقے کا ثواب ہے، ایک صدقے کا، دوسرا صلہ رحمی کا۔

(ترمذی، 2/142، حدیث:658)

3 رشتہ داری جوڑو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: (رشتہ داری کا حق یہ ہے کہ) جو تمہارے ساتھ تعلق توڑے، تم اس سے تعلق جوڑو اور جو تمہیں محروم کرے، تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے، تم اسے معاف کرو۔

(دیکھئے: مسند احمد، 28/654، حدیث:17452)

4 والدین کے دوستوں کی عزت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بہترین نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے والد سے محبت کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

(ترمذی، 3/361، حدیث:1910)

5 معاف کرنا اور در گزر کرنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے میں تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں اور میں ان سے بردباری کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بداخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر واقعی ایسا ہی ہے جیسا تم نے کہا ہے تو تم ان کو جلتی ہوئی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم ایسا ہی کرتے رہو گے تو اللہ پاک کی طرف سے ایک مددگار ان کے مقابلے میں تمہارے ساتھ رہے گا۔

(مسلم، ص1062، حدیث:6525)

اللہ پاک ہم سب کو اپنے رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلہ کے لئے موصول 199 مضامین کے مؤلفین

لاہور: محمد متین، محمد بلال منظور، ابوسفیان، محمد فیضان مصطفیٰ عطّاری، محمد عبد اللہ چشتی، عبد الرحیم عطّاری، محمد تیمور عطّاری، کاشف علی عطّاری، صفی الرحمٰن عطّاری، احمد بنیاد، احمد رضا، احمد رضا عطّاری، احمد فیصل، احمد حسن صدیق، ارسلان حسن عطّاری، اسامہ سردار، اسد اللہ عطّاری، امجد علی تارڑ، انس اعجاز، اویس عطّاری، اویس علی عطّاری، آصف علی، توقیر حسین عطّاری، جنید یونس، حاجی محمد فیضان، حافظ محمد احمد عطّاری، حافظ محمد حسیب، حافظ محمد حماس، حافظ محمد عدیل عطّاری، حسنین علی عطّاری، حمزہ اشرف، خرم شہزاد، دانش علی، ذوالفقار یوسف، رضوان مقبول، زبیر یونس، زین علی خالد، سرفراز علی عطّاری، سلمان علی، سید علی شاہ، طیب علی، عامر رضا، عامر فرید عطّاری، عباس علی عطّاری، عبد الحفیظ، عبد الحنان، عبد العظیم، عبد اللطیف، عبید رضا آصف، علی اسحاق، علی اکبر، علی حسنین، علی حسنین ارشد، علی حیدر عطّاری، علی رضا بن اللہ یار، علی شان، عمر جمال، عمیر نذیر، غلام مصطفیٰ عطّاری، فخر الحبیب نظامی، فریال علی، فیصل علی، فیضان علی، کلیم اللہ چشتی عطّاری، مبشر حسین، ابو بکر نقشبندی عطّاری، محمد احسان عطّاری، محمد احسن عطّاری، محمد احمد جمیل، محمد ارسلان منظور، محمد اسجد نوید، محمد آصف اللہ رکھا، محمد اکرام طفیل عطّاری، محمد انس، محمد اویس، محمد اویس عطّاری، اویس افضال عطّاری، محمد بن سجاد، محمد تابش عطّاری، محمد ثقلین، محمد جمیل عطّاری، محمد جنید، محمد حسان، محمد حسن شبیر، محمد خضر حیات، محمد دانیال عطّاری، محمد رمیز، محمد زوہیب عطّاری، محمد سلمان الحنفی، محمد سیف اللہ، محمد شاہد رسول، محمد شکیل عطّاری، محمد طاہر عطّاری، محمد عارش رضا قادری، محمد عاقد عطّاری، محمد عامر یعقوب، محمد عبد اللہ، محمد عبد اللہ شعیب، محمد عثمان، محمد عظیم الرحمٰن جلالی، محمد فیصل رضوی، محمد فیصل فانی بدایونی، محمد قمر شہزاد، محمد قمر زمان، محمد مبشر عطّاری، محمد مبین علی، محمد محسن عطّاری، محمد مدثر رضوی عطّاری، محمد منیب عطّاری، مہد اعظم، محمد نیاز محبوب عطّاری، وقاص عطّاری، محمد یاسر رضا عطّاری، مدثر علی عطّاری، مزمل حسن خان، مشتاق ندیم، معراج محمد، معظم علی، ملک وسیم امین، منور احمد، محمد ارمان عارف، نعمان احمد، وارث علی عطّاری۔ **کراچی:** محمد بلال، محمد یوسف میاں برکاتی، محمد اویس طارق۔ **اٹک:** محمد اشفاق عطّاری، محمد انیس۔ **رائیونڈ:** مبشر، علی رضا، علی حسین، محمد نعیم عطّاری، کاشف علی، محمد عطاء المصطفےٰ، حسن علی، عاصم رزاق، ماجد علی، محمد اسد عطّاری، محمد جواد مشتاق، محمد شایان نوید، محمد شفیق، ضرار حیدر، امیر حمزہ، رانا سلمان، عاشق علی، محمد اسد عطّاری، محمد بلال، محمد ثاقب، محمد حماد، محمد عاطف، محمد عباس، محمد عبد اللہ، محمد فیضان، مزمل حسین، ہمایوں عاشق۔ **متفرق جامعات:** عبد الحفیظ شاہد (واہ کینٹ)، محمد امجد عطّاری (راولپنڈی)، عبید رضا عطّاری (سرائے عالمگیر)، ارسلان علی عطّاری (قصور)، محمد لیاقت علی قادری رضوی (گجرات)، محمد شہریار ظفر قادری (گوجر خان)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے مارچ 2025ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لئے

مقابلہ نمبر: 61

01. رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا لفظ "اُمُّ مُّ" سے تربیت فرمانا
02. کفار کے اعمال اور قرآنی مثالیں
03. مسجد کے حقوق

+923012619734

صرف اسلامی بہنوں کے لئے

مقابلہ نمبر: 33

01. حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اپنی شہزادیوں سے محبت
02. اولاد کو سدھارنے کے طریقے
03. حوصلہ شکنی

+923486422931

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 دسمبر 2024ء

آؤ بچّو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

مِسْواک کے فوائد و برکات

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: تَسَوَّکُوا یعنی مسواک کو لازم کرلو۔

(ابن ماجہ، 1/186، حدیث:289)

پیارے بچو! ہمارے پیارے دینِ اسلام میں صفائی ستھرائی کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے یہاں تک کہ ایک حدیث میں صفائی کو نصف ایمان فرمایا گیا ہے۔(مسلم، ص115، حدیث:534) ہمارا پیارا دین نظافت و ستھرائی کے ہر پہلو پر بھی ہماری تربیت کرتا ہے، اسی طرح منہ کی صفائی کے لئے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اپنے قول و فعل سے مسواک کرنے کا حکم دیا۔

صفائی و ستھرائی کے علاوہ بھی مسواک کے بہت سے فائدے ہیں، مسواک اللہ و رسول کی رضا اور خوشنودی کا سبب ہے، وضو سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے، وضو سے پہلے مسواک کرنے سے نمازوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے، مسواک سے حافظہ مضبوط ہوتا ہے، مسواک منہ اور دانتوں کی صفائی کا ذریعہ ہے، مسواک معدے اور پیٹ کی کئی بیماریوں کے لئے شفا ہے، مسواک ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی مبارک سنت ہے۔

پیارے بچّو! آپ بھی اس سنت پر عمل کیجئے اور مسواک کرنے کا معمول بنالیجئے۔ بالخصوص صبح اٹھنے کے بعد اور رات سونے سے پہلے اور وضو سے پہلے مسواک کیجئے، سنت پر عمل کا ثواب ملنے کے ساتھ ساتھ منہ اور دانتوں کی صفائی بھی ہوجاتی ہے اور یوں بہت سی بیماریوں سے حفاظت بھی ملتی ہے۔

اللہ پاک ہمیں پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی مبارک سنتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

حروف ملائیے!

انبیا و مرسلین علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل و اعلیٰ، آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں 17 نمازیں پڑھانے والے، سب سے پہلے قراٰن شریف کو جمع کرنے والے، مسلمانوں کے پہلے خلیفہ عظیم صحابیِ رسول کو "صدیقِ اکبر" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ دین سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے، یہ دین سے محبت ہی تھی کہ آپ نے اپنا اتنا مال دین کی راہ میں خرچ کیا کہ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہ دیا جتنا ابو بکر کے مال نے دیا۔(ابن ماجہ، 1/72، حدیث:94) آپ رضی اللہُ عنہ کا وصال 22 جُمادَی الاُخریٰ کو ہوا اور آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے مبارک پہلو میں آپ کی تدفین ہوئی۔

م	ز	ہ	ق	ی	د	ص	و	ر
ب	و	و	ث	ف	ا	و	ط	ا
ج	ص	د	ن	ج	ق	ع	ب	ع
د	ا	ل	ض	ف	ا	ن	ر	ص
ہ	ل	ب	ا	و	ث	ج	ا	ح
ر	د	س	ی	ٹ	ھ	گ	م	ا
د	ن	ی	ل	س	ر	م	ح	ک
ع	د	ی	ر	ب	ن	ا	ر	ب
ا	ن	ی	ف	د	ت	ز	ع	ر

پیارے بچّو! آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حروف ملا کر اوپر مضمون میں بیان کئے گئے پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "افضل" تلاش کرکے بتایا گیا ہے۔ تلاش کئے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: 1 مرسلین 2 صدیق 3 اکبر 4 وصال 5 تدفین۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

یعفور کی باتیں

مولانا سید عمران اختر عطاری مَدَنی*

فخرِ موجودات، رحمتِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی شفقت و مہربانی صرف انسانوں ہی تک محدود نہیں تھی بلکہ بارہا بے زبان جانوروں کو بھی آپ کی لطف وعنایات سے خوب حصہ ملا، آیئے! آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی رافت ورحمت بھرا ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے جس میں ضمناً ایک معجزۂ نبوی کا بھی تذکرہ ہے:

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے جب خیبر فتح فرمایا تو ایک سیاہ دراز گوش[1] آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اس سے کلام فرمایا اور اس نے بھی آپ سے بات کی، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اس سے پوچھا: تیرا کیا نام ہے؟ اس نے عرض کی: یزید بن شہاب پھر اس نے بتایا کہ ”میرے اجداد (یعنی باپ داداؤں) کی نسل سے اللہ نے ساٹھ ایسے گدھے پیدا فرمائے ہیں کہ جو صرف کسی نبی علیہ السّلام ہی کی سواری بنے ہیں، میری خواہش تھی کہ مجھے آپ اپنی سواری بننے کا شرف عطا فرمائیں، ہماری نسل میں میرے علاوہ کوئی نہیں بچا اور انبیا میں آپ کے بعد اب کوئی نہیں، آپ سے پہلے ایک یہودی میرا مالک تھا، میں اسے جان بوجھ کر گرادیا کرتا تھا، وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا پیٹتا تھا۔“ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: اب سے تیرا نام یعفور ہے، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم جب اسے کسی شخص کے ہاں بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر پہنچ کر اپنے سر کے ذریعے دستک دیتا، جب صاحبِ خانہ باہر آتا تو یعفور اپنے سر کے اشارہ سے کہتا کہ چلئے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضری دیجئے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد یہ یعفور ”بئرِ ابی ہیثم“ نام کے ایک کنویں پر گیا اور غمِ مصطفےٰ میں اس کنویں میں خود کو گرادیا۔ (خصائص کبریٰ، 2/107)

اس واقعہ سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں:

- جانور کی بولی سمجھ جانا ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے معجزات میں سے ہے اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بات جانور کی سمجھ میں آجانا بھی آپ صلَّی اللہ علیہ

(1) دراز گوش گدھے کو کہا جاتا ہے چونکہ ہمارے ہاں اردو اور پنجابی زبان میں گدھا لفظ تحقیر کے ساتھ بولا جاتا ہے اس لئے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سواری کو دراز گوش ادب سے کہا جاتا ہے۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

واٰلہٖ وسلَّم ہی کا معجزہ ہے۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا عشق نصیب ہونا ایک نعمتِ خداوندی ہے ملنی ہو تو بے زبان جانوروں کو بھی مل جاتی ہے اور نہ ملنی ہو تو بعض انسان بھی محروم رہ جاتے ہیں جسے ملے وہ خوش نصیب جسے نہ ملے وہ بڑا بد نصیب ہے۔

جانوروں کو بھی پہچان دینے کے لئے ان کا معروف نام رکھا جاسکتا ہے جیسا کہ قابلِ اعتماد کتابوں میں ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مختلف سواریوں کے نام بیان کئے گئے ہیں چنانچہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گھوڑوں کے نام لَحِیف، ظَرِب، لِزَاز، سَکْب، آپ کی زین کا نام دَاج، خچر کا نام دُلدُل، اونٹنی کا قَصْواء جبکہ دَراز گوش کا نام یَعْفُور تھا۔ (معجم الکبیر للطبرانی، 11/92، حدیث:11208)

اس دور میں گدھے کی سواری کا رواج اگرچہ بہت ہی کم رہ گیا ہے، مگر یاد رہے کہ سب سے آخری نبی مکی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے اپنی سواری کا شرف بخشا ہے، لہٰذا اس سواری کے بارے میں کوئی نامناسب بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ حدیثِ پاک میں تو اس سواری کی یہ امتیازی شان بھی بیان کی گئی ہے کہ اس پر سواری سے تکبر سے عافیت ملتی ہے۔ (شعب الایمان، 5/153، حدیث:6161)

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت سے یعفور کو سمجھ بوجھ کی ایسی زبردست نعمت ملی کہ وہ کسی کشمکش کے بغیر متعلقہ صحابی رضی اللہُ عنہ کے دروازے تک پہنچ کر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم پر انہیں بُلا لاتا تھا۔

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اکتوبر 2024ء کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ محمد عمران (شیخوپورہ)، علی منصور عطّاری (گوجرہ)، بنتِ مقصود احمد (ملتان)۔ اِنہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 اسلام میں عزت کا معیار تقویٰ ہے 2 جن احادیث کے الفاظ کم اور معنٰی و مفہوم زیادہ ہوں اسے جوامع الکلم کہتے ہیں۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ❋ بنتِ امیر عطّاریہ (شاہکوٹ) ❋ محمد ابو بکر (واہ کینٹ) ❋ محمد حسین (میانوالی) ❋ بنتِ علی محمد عطّاریہ (کہروڑ پکا) ❋ بنتِ حید علی (لاہور) ❋ بنتِ محمد حنیف خان (کراچی) ❋ بنتِ حافظ شاہجان (ڈیرہ اسماعیل خان) ❋ بنتِ نصیر مجید (فیصل آباد) ❋ بنتِ نذیر احمد عطّاریہ (وزیر آباد)۔

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اکتوبر 2024ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ رمضان (ملتان)، محمد ابو بکر (واہ کینٹ)، بنتِ نعیم فاروق (سیالکوٹ)۔ اِنہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 جھگڑالو، ص54 2 دریا کے پار، ص55 3 خالی مشکیزہ دوبارہ بھر گیا، ص58 4 حروف ملایئے، ص54 5 خالی مشکیزہ دوبارہ بھر گیا، ص58۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ❋ بنتِ سرفراز (سرگودھا) ❋ بنتِ منیر (سمندری) ❋ بنتِ برکات (سرائے عالمگیر، جہلم) ❋ بنتِ خضر حیات (بھکر) ❋ بنتِ سعید احمد (ملتان) ❋ طارق (فیصل آباد) ❋ بنتِ نصیر (فیصل آباد) ❋ اشفاق عطّاری (کراچی) ❋ مجاہد علی (گوجرانوالہ) ❋ میلاد رضا عطّاری (نواب شاہ) ❋ محمد یوسف (لاڑکانہ، سندھ)۔

ڈراؤنا خواب

جوابدہی کا احساس

مولانا حیدر علی مدنی*

سر بلال نے وائٹ بورڈ پر ”جواب دہی کا احساس“ لکھنے کے بعد بچّوں کی طرف منہ کرتے ہوئے سبق پڑھانا شروع کیا: تو بچّو! عقیدۂ آخرت کے بارے میں ہمارا سبق چل رہا تھا تو آج کے سبق میں ہمارا ٹاپک ہے: عقیدۂ آخرت کے اثرات۔ یعنی ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ جب کوئی شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہے یعنی وہ مانتا ہے کہ مرنے کے بعد حساب و کتاب اور جزا و سزا کے لئے زندہ کیا جائے گا تو اس کی زندگی پر کیا اثرات پڑتے ہیں یا اس کے جینے کے انداز (Life style) میں کیا کیا تبدیلیاں آتی ہیں؟

عقیدۂ آخرت کے اثرات میں سے ایک ”جواب دہی کا احساس“ ہے۔ جی معاویہ بیٹا! آپ آج کا سبق کتاب سے دیکھ کر پڑھنا شروع کریں، سبھی توجہ سے سنیں۔

محمد معاویہ ریڈنگ ختم کر چکے تو سر بلال نے سمجھانا شروع کیا: بچّو! پہلے مجھے ایک سوال کا جواب دیں کہ آپ کلاس ٹیسٹ اور سالانہ پیپرز وغیرہ میں اچھے نمبر لینے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟

تاکہ پاس ہو کر اگلی کلاس میں جا سکیں، سر کی اجازت ملنے پر اُسید رضا نے جواب دیا۔

سر بلال: اچھا! لیکن اگلی کلاس میں جانے کے لئے تو صرف پاس ہونا بھی کافی ہے جب کہ آپ تو بڑی محنت سے رات دیر تک جاگ کر تیاری کرتے ہیں تاکہ اچھے سے اچھے نمبرز حاصل کر سکیں۔

امی ابو جان کی پٹائی سے بچنے کے لئے، نعمان رضا کے جواب پر کلاس کے سبھی بچے ہنسنے لگے جب کہ سر بلال بھی مسکرا دیئے اور کہنے لگے: نعمان بیٹے نے ٹھیک جواب دیا ہے لیکن اس کو بہتر الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ والدین (Parents) کی پوچھ گچھ کا خوف آپ کو محنت کر کے اچھے نمبرز لینے پر ابھارتا ہے اور سستی سے بچاتا ہے تو بچو! یونہی جب انسان کو دنیا میں کوئی کام کرتے وقت یہ خوف اور احساس ہو گا کہ اس کام کے بارے میں مجھ سے پوچھ گچھ (Questioning) ہو گی اور میرے عمل کے مطابق اس کا اچھا یا برا بدلہ مجھے دیا جائے تو یقیناً وہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے بیسیوں بار سوچے گا کہ کہیں میں غلط کام تو نہیں کر رہا۔

آپ کو ایک اہم بات بتاؤں بچو! اسکول میں اساتذہ، گھر میں والدین کا ڈر ہمیں شرارتوں اور برے کاموں سے بچا لیتا ہے لیکن ہر جگہ تو یہ دونوں ہم پر نظر نہیں رکھ سکتے ناں، جیسے آپ کلاس میں آئے، سبھی بچے بریک (Break) کی وجہ سے باہر تھے آپ کی نظر فرش پر گرے پچاس روپے پر پڑتی ہے تو

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

ایک خیال یہ بھی آسکتا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہیں لہٰذا جیب میں رکھ لیتا ہوں اور چھٹی کے بعد پارٹی کروں گا لیکن بطورِ مسلمان (As a muslim) آپ سوچیں گے: نہیں! یہ روپے میرے نہیں ہیں قیامت والے دن مجھے سزا مل سکتی ہے لہٰذا یہ پیسے مجھے چھپانے نہیں چاہئیں، تو بچّو! یہی تو ہے وہ جسے میں نے لکھا تھا "جواب دہی کا احساس"

نعمان بیٹا صبح ہو گئی ہے، سر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کلاس میں راؤنڈ بھی لگا رہے تھے، تبھی پچھلی قطاروں میں سویا ہوا نعمان اُن کی نظروں میں آگیا اور سَر نے ہَولے سے اس کے کندھے کو دباتے ہوئے کہا اور نعمان ہڑبڑا کر اٹھا۔

بیٹا جائیں منہ دھو کر آئیں تاکہ سستی دور ہو، پھر سر نے بقیہ کلاس سے کہا: لگتا ہے نعمان کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہے تھے۔

غلام مجتبیٰ بولے: سر جی مجھے بھی کبھی کبھی ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ یہ سن کر کلاس کے کچھ بچے ہنسنے لگے۔

سر بلال: ارے یہ ہنسنے والی بات نہیں ہے، ڈراؤنے خواب تو کسی کو بھی آسکتے ہیں بلکہ کبھی کبھی اچھے بھلے بڑی عمر والوں کو بھی ڈراؤنے خواب تنگ کرتے ہیں۔

سر ان سے بچنے کا بھی کوئی طریقہ ہوگا ناں؟ محمد معاویہ نے پوچھا۔

جی جی بیٹا، کیوں نہیں! پہلی بات تو یہ کہ رات کے کھانے کے بعد فوراً نہ سوئیں بلکہ کچھ چہل قدمی (Walk) کرلیں تاکہ کھانا ہضم ہو جائے اور بہترین حل یہ ہے کہ سوتے وقت آیۃ الکُرسی پڑھ کر سویا کریں کیونکہ پھر ایک فرشتہ ساری رات آپ کی حفاظت کرتا رہے گا۔

تبھی کلاس روم کے دروازے کے پاس کھڑے اگلے پیریڈ کے استاد صاحب پر نظر پڑی تو سر بلال نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے کہا: اچھا تو بچّو! کل ملیں گے، اگلے سبق کے ساتھ اِنْ شَآءَ اللہ

جملے تلاش کیجئے! پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

(1) دینِ اسلام میں صفائی ستھرائی کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ (2) مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا۔ (3) ہم شرافت سے بولتے ہیں تو ہمارا کام نہیں ہوتا۔ (4) گھر میں والدین کا ڈر ہمیں شرارتوں اور برے کاموں سے بچالیتا ہے۔ (5) جانوروں کو بھی پہچان دینے کے لئے ان کا معروف نام رکھا جاسکتا ہے۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

جواب دیجئے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 01: سب سے افضل دُرود شریف کون سا ہے؟

سوال 03: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ظاہری حیات میں 17 نمازیں پڑھانے والے کون سے صحابی ہیں؟

› جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے › کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے › یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر 923012619734+ پر واٹس ایپ کیجئے › 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی تین خوش نصیبوں کو مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث:8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لئے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لئے	معنٰی	نسبت
محمد	ماجد	قابلِ احترام، معزز آدمی	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام
محمد	حَشمت رضا	(حشمت کا معنٰی ہے) شان و شوکت	مشہور عالمِ دین، شیر بیشۂ اہلِ سنت مولانا حَشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہ
محمد	مسعود رضا	(مسعود کا معنٰی ہے) خوش نصیب	مشہور ولی اللہ حضرت سیدنا بابا فرید الدین گنجِ شکر رحمۃ اللہ علیہ

بچیوں کے 3 نام

نام	معنٰی	نسبت
رُمیثہ	زرخیز زمین	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
مطیعہ	فرمانبردار	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
زینت	خوبصورتی، سجاوٹ	حدیث کی راویہ سیدتنا زینت بنتِ ابی طُلَیق رحمۃ اللہ علیہا کا نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 دسمبر 2024ء)

نام مع ولدیت:-------------- عمر:---- مکمل پتا:--

موبائل/واٹس ایپ نمبر:-------------------- (1) مضمون کا نام:------------------------ صفحہ نمبر:------

(2) مضمون کا نام:------------------ صفحہ نمبر:------ (3) مضمون کا نام:------------------ صفحہ نمبر:------

(4) مضمون کا نام:------------------ صفحہ نمبر:------ (5) مضمون کا نام:------------------ صفحہ نمبر:------

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان فروری 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھئے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 دسمبر 2024ء)

جواب 1:.. جواب 2:..

نام:.................... ولدیت:.................... موبائل / واٹس ایپ نمبر:....................

مکمل پتا:____

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان فروری 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

بچوں کی ضد کا علاج

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

بچّوں کی ضِد ایک عام مسئلہ ہے جس کی وجہ سے اکثر والدین پریشانی کا شکار رہتے اور اس مسئلہ کے حل کی تلاش میں رہتے ہیں۔ یقیناً بچوں کی ضد کا حل تلاش کرنا تربیتِ اولاد کا حصہ ہے لیکن اس کے لئے والدین کو صبر، محبت اور حکمت سے کام لینے کی ضرورت ہے نیز بچوں کی ضد کی وجوہات، نقصانات، نمٹنے کے طریقے اور علاج جاننا بھی ضروری ہے۔ اس مضمون میں ہم بچوں کی ضد، اس کی وجوہات اور اس کے حل کے بارے میں مختصراً گفتگو کریں گے۔ اس سے پہلے یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ بچے، بچے ہی ہوتے ہیں یہ ضد نہ کریں ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ سے ضدی بچوں کے حوالے سے سوال ہوا تو آپ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بچے اگر ضِد، شرارتیں، چھیڑ خانیاں اور میٹھی میٹھی باتیں نہ کریں اور نہ بڑوں سے اُلجھیں اور نہ ہی بات بات پر رُوٹھیں تو پھر اُن کے بچے ہونے کا لُطف نہیں آئے گا۔ بچہ اگر مونگا مونگا (یعنی خاموش خاموش) ہو کر گھر کے کسی کونے میں بیٹھا رہے تو پھر گھر والے سوچیں گے کہ شاید اسے نظر لگ گئی ہے یا کسی جن نے پکڑ لیا ہے اور اَثرات ہو گئے ہیں اس لئے ہمارا بچہ نہ بولتا ہے اور نہ بھاگتا ہے۔ بچوں میں اِس طرح کی صِفات ہوتی ہیں البتہ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ بچوں کی بعض ضِدیں بے ضَرر (یعنی کسی نقصان کے بغیر) ہوتی ہیں انہیں پورا کر دیا جائے مگر ان کی ہر ضِد کو پورا نہ کیا جائے کیونکہ اگر والدین ان کی ہر ضِد پوری کریں گے تو وہ اس کے عادی ہو جائیں گے اور ان کا یہ ذِہن بن جائے گا کہ اگر ہم شرافت سے بولتے ہیں تو ہمارا کام نہیں ہوتا اور اگر ہم یُوں یُوں کرتے ہیں تو ہمارا کام ہو جاتا ہے۔[1]

وجوہات * امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں: بچوں کے مستقل طور پر ضِدی بن جانے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ والدین شروع سے ہی ان کی ہر ضِد پوری کرتے آرہے ہوتے ہیں تو بچے بڑے ہو کر بھی اِسی عادت میں مبتلا رہتے ہیں۔ شروع شروع میں بچہ بہت پیارا لگتا ہے جو مانگتا ہے اس سے بڑھ کر دِلا دیا جاتا ہے لیکن کچھ بڑا ہونے کے بعد اس کی ہر مانگ پوری نہیں کی جاتی، اِس طرح بچے کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ پہلے جو مانگتا تھا مل جاتا تھا لیکن اب میرے مُطالبات پورے نہیں کئے جاتے، یوں وہ ضِد شروع کر دیتا ہے۔[2]

* والدین یا دیگر رشتہ داروں کی طرف سے ملنے والا بے جا

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

لاڈ پیار بھی بچوں کی ضد کا سبب بن جاتا ہے۔

*والدین ایک بچے کو کوئی چیز دلائیں اور دوسرے کو نہ دلائیں یا پہلے سے مختلف دلائیں تو بچہ ضد کرنے لگتا ہے کہ مجھے کیوں نہیں دلائی! یا مجھے الگ کیوں دلائی؟

*والدین کا بچوں کی بات توجہ سے نہ سننا بھی بچوں کی ضد کا سبب بن جاتا ہے۔

*بچوں کو وقت نہ دینا بچوں کو ضدی بنا سکتا ہے۔

*بعض بچے کوئی ایسی تبدیلی دیکھتے ہیں جو ان کو اچھی نہیں لگتی تو وہ اس احساس کا اظہار کرنے کے لئے ضد کا سہارا لیتے ہیں۔

*احساسِ کمتری اور احساسِ محرومی بھی بچوں کی ضد کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ جب بچہ اپنے ہم عمر دیگر بچوں کے پاس کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے جو اس کے پاس موجود نہیں ہے تو اس کو حاصل کرنے کے لئے ضد کرتا ہے۔

*بعض اوقات بچے کی نیند پوری نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اس کی طبیعت میں چڑچڑا پن اور ضد آجاتی ہے۔

نقصانات *ایسے بچے جو ضد پوری کروا کر ہی دم لیتے ہیں وہ بہت سی جگہوں پر والدین کے لئے شرمندگی کا باعث بنتے ہیں مثلاً مہمانوں یا میزبانوں کی موجودگی میں یا گھر سے باہر لوگوں کے سامنے وہ کسی بات پر ضد شروع کر دے اور بات رونے دھونے یا لوٹ پوٹ ہونے پر آجائے تو یہ صورتِ حال والدین کے لئے انتہائی شرمندگی کا باعث بن جاتی ہے۔

*بچے، بچے ہی ہوتے ہیں۔ بعض اوقات کسی ایسی بات پر ضد کر بیٹھتے ہیں جو شرعاً ناجائز و گناہ ہوتی ہے، ایسی صورتِ حال میں والدین بہت زیادہ آزمائش کا شکار ہو جاتے ہیں کہ اگر بچے کی ضد پوری کرتے ہیں تو شریعت کی نافرمانی ہوتی ہے اور نہیں کرتے تو بچہ جان نہیں چھوڑتا۔

*غیر شرعی کاموں پر مشتمل ضد پوری کروانے والا بچّہ آگے چل کر غیر شرعی اُمور کے اِرتکاب میں بے باک (بے خوف) ہو سکتا ہے۔

نمٹنے کے طریقے *سب سے پہلے والدین کو ضد کی وجوہات پر غور کر کے ان کو دور کرنا چاہئے۔

*بچے ماحول اور صحبت سے سیکھتے ہیں اس لئے والدین کو چاہئے کہ بچوں کے ماحول اور صحبت پر نظر رکھیں۔

*امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں: بچے کی ضِد پوری کرنا چھوڑ دیں آہستہ آہستہ اس کی (ضد کی) عادت نکل جائے گی۔ اِس میں بھی یہ نہ ہو کہ ایک دَم سے بچے کو سب کچھ دِلانا چھوڑ دیں بلکہ کبھی کبھی ضِد پوری بھی کر دیا کریں ورنہ بچہ باغی اور والدین سے بد ظن ہو جائے گا، اس کے ذہن میں غیر محسوس طور پر یہ بات جم جائے گی کہ میرے ماں باپ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ ایسے ہی بچے ہوتے ہیں جو بڑے ہو کر کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں ہمارے والدین کا پیار نہیں ملا! بہتری اِسی میں ہے کہ حکمتِ عملی سے اپنے بچوں کی ضِد کی عادت ختم کریں۔ یاد رَکھئے! یہ عادت ایک دَم ختم نہیں ہو سکتی۔[3]

*بچے کی ضد کے مقابلے میں والدین کو سختی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ضد کے مقابلے میں سختی کی جائے تو ضدی پن میں اضافہ ہوتا ہے۔

ضد ختم کرنے کا روحانی علاج امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں: بچے اگر غیر واجبی ضِد کریں تو اُن پر اوّل و آخر دُرُود شریف کے ساتھ سُورَۃُ الفلق اور سُورَۃُ النَّاس ایک ایک بار پڑھ کر روزانہ دَم کر دیا جائے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ اُن کی غیر واجبی ضِد کرنے کی عادت نکل جائے گی۔[4]

---

(1) بچوں کی ضد ختم کرنے کا وظیفہ، ص1 (2) بچے ضد کیوں کرتے ہیں؟، ص1
(3) بچے ضد کیوں کرتے ہیں؟، ص2 (4) بچوں کی ضد ختم کرنے کا وظیفہ، ص2۔

بیٹیوں کی تربیت

بیٹیوں کا لباس

اُمِّ میلاد عطاریہ*

لباس اللہ پاک کی ایک عظیم نعمت ہے جس کا بنیادی مقصد ستر پوشی یعنی جسم کے وہ حصّے جنہیں چھپانے کا حکم ہے، انہیں چھپانا جبکہ سردی گرمی کے اثرات سے جسم کو محفوظ رکھنا اور زینت اختیار کرنا اس کے ضمنی فوائد میں سے ہے۔

لباس صرف انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے اسی لئے جانور بے لباس ہی ہوتے ہیں۔ لباس اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے اس لئے اس کے پہننے پر اللہ پاک کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

افسوس! آج معاشرے میں لوگ لباس کے جن فتنوں میں مبتلا ہیں وہ بے شمار ہیں، شیطان کے دوست ایسے خوش نما طریقوں سے ہماری دینی تعلیمات کی جڑیں کاٹتے ہیں کہ ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا، اس احساس کے فقدان کی وجہ سے ہی آج کئی مسلمان خواتین نے فیشن و ڈیزائن کے نام پر غیر شرعی لباس پہننا شروع کر دیا ہے۔

لباس کے معاملے میں شرعی حدود پھلانگنے والی خواتین کو اس فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے:

دوزخی عورتوں کی جماعت

دوزخیوں میں دو جماعتیں ایسی ہوں گی جنہیں میں نے (اپنے اِس عہدِ مبارک میں) نہیں دیکھا (یعنی آئندہ پیدا ہونے والی ہیں) ان میں ایک جماعت ان عورَتوں کی ہے جو پہن کر ننگی ہوں گی، دوسروں کو (اپنی حرکتوں کے ذَرِیعے) بہکانے والیاں اور خود بھی بہکی ہوئیں، ان کے سر بختی اونٹوں کی ایک طرف جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے، وہ جنّت میں داخِل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی اور اس کی خوشبو اتنی اتنی دُوری سے پائی جاتی ہے۔[1]

حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کردہ حدیثِ پاک کے ان الفاظ "جو پہن کر ننگی ہوں گی" کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جسم کا کچھ حصہ لباس سے ڈھکیں گی اور کچھ حصّہ ننگا رکھیں گی۔ یا اتنا باریک کپڑا پہنیں گی جس سے جسم ویسے ہی نظر آئے گا یہ دونوں عُیوب آج دیکھے جارہے ہیں۔ یا اللہ کی نعمتوں سے ڈھکی ہوں گی شکر سے ننگی یعنی خالی ہوں گی یا زیوروں سے آراستہ تقویٰ سے ننگی ہوں گی۔

* نگران عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

"کوہانوں کی طرح ہوں گے" کے تحت فرماتے ہیں: اس جملہ مبارکہ کی بہت تفسیریں ہیں، بہتر تفسیر یہ ہے کہ وہ عورتیں راہ چلتے شرم سے سرنیچا نہ کریں گی بلکہ بے حیائی سے اونچی گردن کئے سر اٹھائے ہر طرف دیکھتی، لوگوں کو گھورتی چلیں گی جیسے اونٹ کے تمام جسم میں کوہان اونچی ہوتی ہے ایسے ہی ان کے سر اونچے رہا کریں گے۔[2]

آج کل بچوں میں اس بات کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا، لڑکے کو لڑکی کا لباس پہنادیا جاتا ہے جس سے وہ لڑکی معلوم ہوتا ہے جبکہ لڑکی کو مَعاذَ اللہ لڑکے کا لباس مثلاً پینٹ شرٹ، لڑکے کے جوتے اور ہیٹ وغیرہ پہنادیتے ہیں، بال بھی لڑکے جیسے رکھوائے جاتے ہیں کہ دیکھنے میں بالکل لڑکا معلوم ہوتی ہے۔

خواتین کا لباس اور شرعی احکام

❁ عورت کا جسم سر سے پاؤں تک ستر ہے جس کا چھپانا ضروری ہے سِوائے چہرے اور کلائیوں تک ہاتھوں اور ٹخنے سے نیچے تک پاؤں کے، کہ ان کا چھپانا نماز میں فرض نہیں، باقی حصّہ اگر کُھلا ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ لہٰذا اُس کا لباس ایسا ہونا چاہئے جو سر سے پاؤں تک اس کو ڈھکا رکھے اور اس قدر باریک کپڑا نہ پہنے جس سے سر کے بال یا پاؤں کی پنڈلیاں یا پیٹ اُوپر سے ننگا ہو۔

❁ لباسِ زینت (یعنی جائز اور اچھا لباس) پہننا مستحب ہے۔[3]

❁ سِتْرِ عورت (یعنی سِتر چھپانا) ہر حال میں واجب ہے خواہ نَماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے۔ بِلا کسی غرضِ صحیح کے تنہائی میں بھی (سِتر) کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نَماز میں تو سِتْر (چھپانا) بالاِجماع فرض ہے۔[4]

پیاری اسلامی بہنو! ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔[5] لہٰذا اسلام میں پوری پوری داخل ہو جائیں، یہ طرزِ عمل بالکل مناسب نہیں کہ دینِ اسلام کو اپنا مذہب مانتے ہوئے اس کے احکامات سے روگردانی کی جائے۔ بدقسمتی سے فیشن کے نام پر اب ایسے ڈیزائن والے لباس آنے لگے ہیں جن کے آگے پیچھے کے گلے بہت ڈیپ ہوتے ہیں، بغیر آستین کی قمیص یا آدھی آستین کی قمیص، اسی طرح پائنچے ایسے ڈیزائن والے ہوتے ہیں جس میں ٹخنوں سے اوپر کی جلد دکھائی دیتی ہے، ایسے چپکے ہوئے ٹائٹس، پاجامے ہوتے ہیں جن سے رانیں پنڈلیاں بالکل واضح ہوتی ہیں، ایسے لباس سے بچنا چاہئے، جبکہ اس کے برعکس ایسا لباس بھی ہے جو فیشن میں بھی اِن ہوتا ہے اور ڈھیلا ڈھالا بھی ہوتا ہے، گھٹنوں سے نیچے تک قمیص، فراکیں، ڈھیلی ڈھالی میکسی، پلازو ٹراوزر وغیرہ۔ یہ ایسے لباس ہیں جو فیشن والے بھی ہیں اور جسم کو (جیسا اس کے چھپانے کا حق ہے) چھپاتے بھی ہیں ایسے ڈیزائن والے ڈریسز کہ جن سے سترِ عورت ہو جاتا ہے یہ بھی پہنے جاسکتے ہیں نہ کہ فیشن کے نام پر ایسے ہی ڈریس پہنے جائیں جن سے ستر نہ ہوتا ہو۔ **امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری** دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں شریعت کے پیچھے چلنا ہے، شریعت ہمارے پیچھے نہیں چلے گی۔

اللہ کریم ہمیں شریعت کے مطابق سنتوں بھری زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پردے کے بارے میں سوال جواب، ص269- مسلم، ص906، حدیث: 5582 ملخصاً (2) مراٰۃ المناجیح، 5/255، 256 ملتقطاً (3) صراط الجنان، 3/289 ملتقطاً (4) بہارِ شریعت، 1/479 (5) پ2، البقرۃ: 208۔

1 بچوں کو پیشاب کراتے وقت قبلہ رخ کا لحاظ نہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض خواتین چھوٹے بچوں کو اٹھا کر پیشاب کرواتے ہوئے عموماً قبلہ کا لحاظ نہیں کرتیں، بلکہ اپنی آسانی یا جگہ کے حساب سے قبلہ کی طرف رُخ کر کے بچے کو پیشاب کروا دیتی ہیں۔ کیا یہ عمل درست ہے؟ یا بچّوں کو بھی قبلہ رُخ سے ہٹا کر پیشاب کروایا جائے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

کعبہ معظمہ وہ مبارک گھر ہے جس کی شان قرآن مجید میں بیان فرمائی گئی ہے۔ اِسے "مبارک" اور سارے جہان کا "سرچشمہ ہدایت" بتایا گیا، چنانچہ ارشاد ہوا: ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ(۹۶)﴾ ترجمہ: بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لئے ہدایت ہے۔ (پ4، اٰلِ عمرٰن:96) لہٰذا کعبہ شریف کی ان عظمتوں کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے کعبہ معظمہ کی طرف رُخ یا پیٹھ کر کے پیشاب کرنے کو مکروہِ تحریمی یعنی حرام کے قریب اور گناہ قرار دیا، بلکہ سمتِ قبلہ دونوں جانب 45 ڈگری کے اندر بھی اِس حالت میں قبلے کو منہ یا پیٹھ کرنا، ناجائز ہے اور جس طرح یہ حکم بالغ یعنی بڑوں کے لیے ہے، اُسی طرح اگر مرد یا عورت کسی بچے کو قبلہ رُخ پیشاب کروائے تو یہ بھی شرعاً ناجائز اور گناہ ہے اور یہ گناہ اُس مرد و عورت پر ہو گا، بچے پر نہیں کہ بچہ تو غیر مکلَّف اور ناسمجھ ہے۔

یہاں ایک ضابطہ شرعیہ یاد رکھیے کہ بالغ کا کسی نابالغ کو ہر وہ کام کروانا، ناجائز اور گناہ ہے، جس کام کا کرنا خود اُس نابالغ کے بالغ ہونے کی صورت میں اُس پر حرام ہو، یعنی اگر وہ خود بالغ ہوتا تو اُسے وہ کام کرنا، جائز نہ ہوتا، تو اِس کی نابالغی کی صورت میں کسی بالغ کا اس سے وہ کام کروانا، جائز نہیں۔ فقہائے کرام نے اِس کی مختلف مثالیں دی ہیں۔ 1 نابالغ لڑکے کو سونے کی انگوٹھی پہنانا۔ 2 نابالغ لڑکے کو ریشم کا لباس پہنانا۔ 3 نابالغ کو شراب پلانا۔ 4 نابالغ لڑکے کے ہاتھوں یا پیروں پر مہندی لگانا۔ 5 اور اِسی طرح نابالغ کو سمتِ قبلہ پیشاب کروانا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 خواتین کا کالی یا کوئی اور مہندی سر پر لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ کیا عورت کالی مہندی یا کوئی اور مہندی سر کے بالوں پر لگا سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بالوں کو رنگنے کے متعلق عورت کیلئے بھی وہی حکم شرعی ہے جو مرد کیلئے ہے یعنی بالوں کو سیاہ کرنا خواہ بلیک کلر سے ہو یا کالی مہندی سے ہو، مرد و عورت دونوں کیلئے ناجائز و حرام ہے، البتہ مجاہد کو حالت جہاد میں بالوں میں کالا خضاب کرنا، جائز ہے۔ رہا بلیک کے علاوہ کوئی دوسرا کلر کرنا! تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں کیلئے سفید بالوں کو مہندی سے رنگنا مستحب ہے اور مہندی میں کتم نامی گھاس کی پتیاں ملا کر گہرے سرخ رنگ کا خضاب زیادہ بہتر ہے اور زرد رنگ اس سے بھی بہتر ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا عمر فیاض عطاری مَدَنی*

عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں دو دن کا پروفیشنلز اجتماع

پروفیشنلز فورم دعوتِ اسلامی کے تحت 28 اور 29 ستمبر 2024ء کو عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں دو دن کا پروفیشنلز اجتماع منعقد ہوا جس میں انجینئرز، آئی ٹی پروفیشنلز، پروفیسرز، ڈاکٹرز سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے شرکت کی۔ اجتماع میں امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے مدنی مذاکرے میں مدنی پھول ارشاد فرمائے جبکہ نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری، رکنِ شوریٰ حاجی عبد الحبیب عطاری، دارالافتاء اہلِ سنّت کے مفتی شفیق عطاری مدنی، مفتی جمیل عطاری مدنی، H.O.D ماہنامہ فیضانِ مدینہ مولانا مہروز علی عطّاری مدنی اور ناظم جامعۃ المدینہ دارالحبیبیہ دھوراجی سید ثاقب عطاری مدنی نے بیانات کئے اور اجتماع میں شریک عاشقانِ رسول کی تربیت کی۔

دعوتِ اسلامی کے تحت ”یومِ تحفظِ اوراقِ مُقدَّسہ“ منایا گیا

تفصیلات کے مطابق دعوتِ اسلامی کی جانب سے 26 ستمبر 2024ء کو ”یومِ تحفظِ اوراقِ مُقدَّسہ“ منایا گیا۔ اس موقع پر مختلف شہروں میں گلیوں، چوکوں اور مساجد کے باہر تحفظِ اوراقِ مُقدَّسہ کے باکس اور ڈرم لگائے گئے۔ اسلامی بھائیوں نے مقامی عاشقانِ رسول کو مقدس اوراق کی اہمیت و فضیلت بتائی اور انہیں اِس کی حفاظت و دیکھ بھال کا ذہن بھی دیا۔ عاشقانِ رسول نے تحفظِ اوراقِ مُقدَّسہ کے حوالے سے دعوتِ اسلامی کی کاوشوں کو سراہا اور اپنی جانب سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ واضح رہے کہ دعوتِ اسلامی کے شعبے تحفظِ اوراقِ مُقدَّسہ کی جانب سے ملک بھر میں مقدس اوراق کی حفاظت کے سلسلے میں مساجد، گلیوں کے کارنر، کھمبوں اور چوکوں پر ہزاروں باکس لگے ہوئے ہیں۔ راہگیر اور علاقہ مکین مقدس اوراق کو بے حرمتی سے بچانے اور ٹھنڈا کروانے کے لئے باکس میں مقدس اوراق لاکر ڈال دیتے ہیں اور شعبہ تحفظِ اوراقِ مُقدَّسہ کے اسلامی بھائی اُنہیں جمع کر کے محفوظ مقام پر ٹھنڈا کرنے کا انتظام کرتے ہیں۔

ماپوتو، موزمبیق کی مسجد محمد میں ”سرپرست اجتماع“ کا انعقاد

ماپوتو، موزمبیق کی مسجد محمد میں دعوتِ اسلامی کے شعبہ مدرسۃُ المدینہ بوائز کے زیرِ اہتمام ”سرپرست اجتماع“ کا انعقاد کیا گیا جس میں قاری صاحبان، بچوں، اُن کے سرپرستوں اور مبلغینِ دعوتِ اسلامی سمیت دیگر عاشقانِ رسول نے شرکت کی۔ نگرانِ ماپوتو سمیت دیگر مبلغینِ دعوتِ اسلامی نے سنّتوں بھرے بیانات کئے جس میں انہوں نے حاضرین کو نیک اعمال کرنے اور دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ رہنے کی ترغیب دلائی۔ دورانِ اجتماع مدرسۃُ المدینہ کے بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اُن کے درمیان تحائف تقسیم کئے گئے۔ دعاو صلوٰۃ وسلام پر اجتماع کا اختتام کرنے کے بعد دعوتِ اسلامی کے ذمہ دار اسلامی بھائیوں نے شُرکا کے درمیان اشیائے خورد ونوش پر مشتمل راشن کے باکس اور دیگر اشیائے ضروریہ تقسیم کیں۔

دعوتِ اسلامی کے مختلف دینی کاموں کی جھلکیاں

◎ فیضان قرآن فاؤنڈیشن (دعوتِ اسلامی) کے تحت ٹریننگ پریزن انسٹی ٹیوٹ جیل خانہ جات حیدرآباد سندھ میں محفلِ نعت منعقد ہوئی۔ رکنِ شوریٰ حاجی محمد فاروق جیلانی عطاری نے سیرتُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر سنتوں بھرا بیان کیا ◎ ملتان میں قائم نشتر اسپتال کے آڈیٹوریم

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ ”دعوتِ اسلامی کے شب وروز“، کراچی

میں رابطہ برائے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے تحت محفلِ نعت کا سلسلہ ہوا جس میں رکنِ شوریٰ حاجی محمد سلیم عطاری نے سیرت النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور شُرکا کو سنتوں پر عمل کرنے اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا ذہن بھی دیا ۞ رکنِ شوریٰ حاجی برکت علی عطاری نے شعبہ تعلیم کے ذمہ داران کے ہمراہ سر سید یونیورسٹی کراچی کا دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے یونیورسٹی کے ڈین، پروفیسرز اور فیکلٹی ممبران سے ملاقات کی اور انہیں دعوتِ اسلامی کی عالمی سطح پر ہونے والی تعلیمی، اصلاحی اور فلاحی خدمات کے بارے میں آگاہی فراہم کی اور انہیں عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی کا وزٹ کرنے کی دعوت دی۔ پروفیسر ز نے رکنِ شوریٰ کے ہمراہ یونیورسٹی میں پلانٹیشن بھی کی ۞ پمز اسپتال اسلام آباد میں رابطہ برائے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے تحت محفلِ نعت منعقد ہوئی۔ مبلغ دعوتِ اسلامی نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ ۞ شعبہ فیضانِ قراٰن کے تحت ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ میں محفلِ نعت کا انعقاد کیا گیا جس میں جیل افسران اور قیدیوں سمیت دیگر اسٹاف نے شرکت کی۔ مبلغ دعوتِ اسلامی نے عشقِ رسول پر گفتگو کی اور سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سمیت دیگر افسران و عہدیداران سے ملاقات کی ۞ شعبہ رابطہ برائے میڈیکل کے تحت جناح اسپتال لاہور کے آڈیٹوریم میں ڈاکٹرز کا عظیم الشان اجتماع ہوا۔ اجتماع میں نگرانِ پاکستان مشاورت حاجی محمد شاہد عطاری نے ”عشقِ مصطفٰے“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور شرکا کو اپنی زندگی سنتوں کے مطابق گزارنے، نیک اعمال کرنے اور نیکی کے کاموں میں حصہ لینے کا ذہن دیا ۞ پنجاب فوڈ اتھارٹی کے تحت لاہور میں محفلِ نعت منعقد ہوئی جس میں رکنِ شوریٰ مولانا عبد الحبیب عطاری نے ”ملاوٹ کا خاتمہ اور حرام روزی سے اجتناب“ کے موضوع پر خصوصی بیان کیا۔ مولانا عبد الحبیب عطاری کا کہنا تھا کہ خوراک کی تیاری میں ملاوٹ اچھا عمل نہیں ہے، جس مسلمان کا اللہ پر توکل مضبوط ہو وہ کبھی ملاوٹ اور دھوکا دہی نہیں کرتا۔ اس موقع پر حاجی یعفور رضا عطاری، وزیر خوراک پنجاب، اراکین صوبائی اسمبلی، ڈائریکٹر جنرل فوڈ اتھارٹی سمیت کئی شخصیات موجود تھیں ۞ شعبہ رابطہ برائے وُکلاء کے تحت لاہور بار ایسوسی ایشن پنجاب میں سنتوں بھرا اجتماع ہوا۔ حاجی یعفور رضا عطاری نے ”شانِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم“ پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ رکنِ شوریٰ نے صدر لاہور بار اور سیکریٹری سمیت دیگر عہدیداران سے ملاقات کی اور انہیں دعوتِ اسلامی کا تعارف پیش کیا۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (ستمبر 2024ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت برکاتہم العالیہ اور آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی دامت برکاتہم العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔ ستمبر 2024ء میں دیئے گئے 4 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی یہ ہے: 1 فیضانِ دعوتِ اسلامی (ستمبر 2024ء): 25 لاکھ، 76 ہزار 377 2 اربعینِ عطار (قسط:2): 28 لاکھ، 18 ہزار 570 3 آخری نبی کی شان بزبانِ قراٰن: 27 لاکھ، 71 ہزار 983 4 امیرِ اہلِ سنّت سے محبتِ رسول کے بارے میں 14 سوال جواب: 27 لاکھ، 11 ہزار 870۔

ستمبر 2024ء میں امیر اہل سنت کی جانب سے جاری کئے پیغامات کی تفصیل

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے ستمبر 2024ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر، دعوتِ اسلامی) کے شعبہ ”پیغاماتِ عطّاؔر“ کے ذریعے تقریباً 2613 پیغامات جاری فرمائے جن میں 465 تعزیت کے، 1936 عیادت کے جبکہ 212 دیگر پیغامات تھے۔ ان پیغامات کے ذریعے امیر اہل سنت نے بیماروں سے عیادت کی، انہیں بیماری پر صبر کا ذہن دیا جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مغفرت اور بلندیِ درجات کی دعا کی۔

دعوتِ اسلامی کی تازہ ترین اپڈیٹس کے لئے وزٹ کیجئے

news.dawateislami.net

ہفتۂ ماہنامہ فیضانِ مدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی 7 تا 13 دسمبر "ہفتۂ ماہنامہ فیضانِ مدینہ" منایا جارہا ہے۔ آپ بھی اس میں شامل ہوں اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ کی دعاؤں سے حصہ پائیں۔

امیرِ اہلِ سنّت کا پیغام، طلبہ و اساتذہ کے نام

جامعاتُ المدینہ، مدارسُ المدینہ اور دارُالمدینہ میں پڑھنے اور پڑھانے والے تمام مدنی بیٹو اور مدنی بیٹیو! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں بہت ہی دلچسپ معلومات کا خزانہ ہوتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میرا ہر مدنی بیٹا اور مدنی بیٹی بلکہ ہر ہر دعوتِ اسلامی والا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروائے۔

یاربَّ المصطفےٰ جَلَّ جَلَالُہٗ و صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرا جو مدنی بیٹا اور مدنی بیٹی اپنے لئے یا انفرادی کوشش کرکے دوسرے کے لئے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی بکنگ کروائے اسے دین و دنیا کی کامیابیاں عطا فرما اور پل صراط پر گزرنے میں اسے آسانی نصیب فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

امیرِ اہلِ سنت کا پیغام، دعوتِ اسلامی کے اجیروں کے نام

پیارے اسلامی بھائیو اور اسلامی بہنو! ماہنامہ فیضانِ مدینہ فرض علوم اور بہت ساری دلچسپ معلومات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دعوتِ اسلامی کے سبھی اجیر اسلامی بھائی اور بہنیں ضرور اس کی سالانہ بکنگ کروائیں۔

اے مولائے کریم! جو اسلامی بھائی اور بہن "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی اپنے لئے یا انفرادی کوشش کرکے کسی اور کے لئے بکنگ کروائے اسے ایمان و عافیت والی زندگی کے ساتھ ساتھ جنّتُ الفردوس میں اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں میں جگہ عطا فرما اور رزقِ حلال میں برکتیں عطا فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی مسلسل اشاعت کے 8 سال

الحمد للہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی مسلسل اشاعت کے آٹھ سال مکمل ہوچکے ہیں۔ ربیع الآخر 1438ھ / جنوری 2017ء سے شروع ہونے والے اس علمی و تحقیقی اور تربیتی و اخلاقی مضامین پر مشتمل میگزین کے دسمبر 2024ء تک 97 شمارے جاری ہوچکے ہیں۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی ابتداءً "اردو" اشاعت ہوئی، پھر مرحلہ وار "انگلش، عربی، ہندی، گجراتی، سندھی اور بنگلہ" زبان میں بھی جاری ہونے لگا۔ اشاعتِ علمِ دین اور تبلیغِ قراٰن وسنّت کے اس آٹھ سالہ اشاعتی سفر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ قراٰن و حدیث کی تفسیر و تشریح پر مشتمل 197 مضامین، خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت، اخلاقِ کریمہ، فضائلِ عظیمہ اور خصائصِ عظمیٰ پر مشتمل 250 سے زائد مضامین، بچوں کی تربیت و تعلیم پر مشتمل 300 سے

زائد مضامین، خواتین کی تعلیم و تربیت پر مشتمل 200 سے زائد مضامین کے ساتھ ساتھ معلومات و تحقیقات، فقہی سوالات اور اخلاقیات و تربیت پر مشتمل 1500 سے زائد مضامین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی زینت بن چکے ہیں۔

اشاعتِ علمِ دین کی اس کاوش میں آپ بھی اپنا حصہ ملائیں، ہر ماہ اس شمارے کا مطالعہ کریں، دوستوں، رشتہ داروں، اہلِ خانہ اور بچّوں کو اس کے پڑھنے کی ترغیب دلائیں۔ ہر ماہ پابندی سے گھر پر حاصل کرنے اور شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی خصوصی دعاؤں سے حصہ پانے کے لئے خود بھی اس کی سالانہ بکنگ کروائیں اور اپنے متعلقین کو بھی بکنگ کروانے کی ترغیب دلائیں نیز اسکول، کالجز، جامعات، مدارس اور لائبریریز میں رکھنے کا اہتمام فرمائیں۔

جُمادَی الاُخریٰ کے چند اہم واقعات

تاریخ / ماہ / سن	نام / واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
1 جُمادَی الاُخریٰ 1102ھ	یومِ وِصال سلطانُ العارفین حضرت سخی سلطان باہو سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ اور "فیضانِ سلطان باہو"
5 جُمادَی الاُخریٰ 672ھ	یومِ عرس مولانا جلالُ الدین محمد بن محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1439ھ
9 جُمادَی الاُخریٰ 544ھ	یومِ وصال حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ
14 جُمادَی الاُخریٰ 189ھ	یومِ وصال شاگردِ امامِ اعظم، امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1440ھ
14 جُمادَی الاُخریٰ 505ھ	یومِ عرس حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1439ھ اور "فیضانِ امام غزالی"
19 جُمادَی الاُخریٰ 1382ھ	یومِ وِصال خلیفہ اعلیٰ حضرت، مولانا محمد ظفرالدین رضوی بہاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ
22 جُمادَی الاُخریٰ 13ھ	یومِ عرس مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ تا 1445ھ اور "فیضانِ صدیقِ اکبر"
24 جُمادَی الاُخریٰ 1375ھ	یومِ وِصال تاجُ العلماء، حضرت سیّد شاہ اولادِ رسول محمد میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ
26 جُمادَی الاُخریٰ 410ھ	یومِ وِصال حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ
جُمادَی الاُخریٰ 36ھ	شہادتِ مبارکہ حضرت طلحہ بن عُبیدُ اللہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما	المدینۃ العلمیہ کے 2 رسالے 1 "حضرت طلحہ بن عُبیدُ اللہ" 2 "حضرت زُبیر بن عوّام"

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

جُمادَی الاُخریٰ کی مناسبت سے ان کتب و رسائل کا مطالعہ کیجئے۔

کامیابی کے دو مَدَنی پھول

مدینہ 1 مُسکرانا تاکہ "مسئلے" حل ہوں۔

مدینہ 2 خاموشی اپنانا تاکہ "مسئلے" پیدا نہ ہوں۔

(کسی کا قول اپنے انداز میں)

کامیابی کے دو مَدَنی پھول

1 **مُسکرانا** تاکہ "مسئلے" حل ہوں۔

2 **خاموشی اپنانا** تاکہ "مسئلے" پیدا نہ ہوں۔

(کسی کا قول اپنے انداز میں)

978-969-722-740
01130287
فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net